جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ

ذی الحجہ
سنہ ۱۴۱۹ھ

نگران
مولانا سید رشید میاں مدظلہ
مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

اپریل
سنہ ۱۹۹۹ء

پانچ چیزیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اور غالباً اُنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر دعوائے غیب کے ارتکاب کا خدشہ نہ ہوتا تو میں پانچ آدمیوں کی بابت یقینی طور پہ یہ گواہی دے سکتا تھا یہ کہ وہ بہشت میں ضرور داخل ہوں گے۔ اُن میں سے

(۱) پہلا وہ مفلس و قلاش ہے جس کے بال بچے بہت زیادہ ہیں اور بایں ہمہ وہ بیچارہ سب کی کفالت کرتا ہے۔

(۲) دوسری وہ زنِ صالحہ ہے جس سے اُس کا خاوند ہمیشہ خوش رہتا ہے اور کبھی وہ اسے ناراض نہیں کرتی۔

(۳) تیسری وہ فراخ دل عورت جو اپنے شوہر سے زرِ مہر وصول نہیں کرتی بلکہ اسی کے حوالہ کر دیتی ہے کہ وہ خود رکھ لے۔

(۴) چوتھی وہ سعادت مند اولاد ہے جو اپنی برخورداری اور فرمانبرداری سے اپنے والدین کو سدا خوش و خرم رکھتی ہے اور کبھی اُن کا دل نہیں دکھاتی۔

(۵) پانچواں وہ مبارک شخص ہے جس سے نادانستگی میں کسی گناہ کا صدور ہو جاتا ہے۔ پھر وہ متنبہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور اُس کے بعد کبھی گناہ کے قریب بھی نہیں پھٹکتا۔

(التنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، مترجم، ص: ۱۱۶ تا ۱۱۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۷ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ ۔ اپریل ۱۹۹۹ء شمارہ : ۷

مدیر

سیّد محمود میاں

مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے	سالانہ	۱۳۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی	؍؍	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	؍؍	۶ امریکی ڈالر
امریکہ افریقہ	؍؍	۱۶ ڈالر
برطانیہ	؍؍	۲۰ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ . . . سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
کوڈ ... ۵۴ فون ۲۰۱۰۸۶-۷۷۲۴۲۷۳-۷۷۲۹۶۹۱
فیکس نمبر ۷۷۲۶۷۰۲ - ۴۲ - ۹۲

○

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

حرفِ آغاز ــــــــــــــــــــــــ ۳

درسِ حدیث ـــــ حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ ـــــ ۱۰

ہادیٔ کامل ـــــ جناب سیّد امین گیلانی ـــــ ۱۵

اخلاص کی اہمیّت اور ضرورت ـــــ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب ـــــ ۱۶

روحانیت ـــــ مولانا محمدؐ عیسیٰ منصوری ـــــ ۲۶

مکتوب گرامی ـــــ حضرت خواجہ محمدؐ معصوم صاحبؒ ـــــ ۳۴

آپ کی صحّت ـــــ ڈاکٹر زاہد الحق قریشی ـــــ ۳۷

مرزا قادیانی کے دعوے اور اُنکی تردید ـــــ ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ـــــ ۴۰

حاصلِ مطالعہ ـــــ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ـــــ ۴۹

تقریظ و تنقید ــــــــــــــــــــــــ ۵۶

اخبار الجامعہ ـــــ محمدؐ عابد ـــــ ۶۱

جامعہ مدنیہ کے سالانہ امتحان کی مفصّل رپورٹ ـــــ ۶۲

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

عن ابی ذر رضی اللّٰہ عنہ قال دعانی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وھو یشترط علیّ ان لا تسأل الناس شیئًا قلت نعم قال ولا سوطك ان سقط منك حتی تنزل الیہ فتاخذہ (رواہ احمد مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۴)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلایا اور مجھے پابند کیا (یعنی ایک بات پر عہد لیا) کہ لوگوں میں کسی سے بھی سوال مت کرنا میں نے عرض کیا بہت اچھا (پھر فرمایا) اور اپنی چھڑی کے بارے میں بھی کسی سے سوال مت کرنا جو (سواری پر بیٹھے بیٹھے) تمہارے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑے حتّٰی کہ تم خود اس کے لیے سواری سے اُترو اور اس کو اُٹھالو۔

اس حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور اُن کی وساطت سے پوری اُمّت کو خود انحصاری کی تعلیم دی بلکہ اس پر ان سے عہد لیا اور فرمایا چھوٹا سے چھوٹا کام بھی خود انجام دو اور دوسرے پر ہرگز انحصار مت کرو اور مثال دے کر مزید وضاحت فرمادی کہ اگر تم سواری پر بیٹھے ہو اور تمہارے ہاتھ سے چھڑی چھوٹ کر گر جائے تو سواری سے اُتر کر خود اُس کو اُٹھاؤ کسی دوسرے آدمی سے اتنا بھی نہ کہو کہ بھیّا یہ چھڑی

مجھے پکڑا دو۔ خود انحصاری کو کسی بھی شخص یا قوم کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اسی لیے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے اس پر عہد لیا۔ موجودہ دَور میں اُمّت مسلمہ کی بدقسمتی یہی ہے کہ اس نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد فرمودہ اُصولوں کو فراموش کر دیا اور ان اُصولوں کے برعکس خود انحصاری سے نہ صرف انحراف کیا بلکہ اپنے تمام معاملات سے دست کش ہوکر کفّار پر انحصار کر بیٹھے جس کا نتیجہ ہے کہ مسلم قوم پُوری دُنیا میں عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو رہی ہے۔ اپنے اہم معاملات میں یہود و نصاریٰ پر انحصار کا تازہ واقعہ پانچ مارچ کے قومی روزناموں میں جلی سرخی سے شائع کیا گیا۔ خبر میں کہا گیا ہے "پاک امریکہ فوجی تعاون بحال افواجِ پاکستان کو امریکہ میں تربیت دی جائے گی۔ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستانی فوج اپنی ضروریات مغربی ممالک سے حاصل کرتی رہے۔ پاکستانی فوج کو طالبان کے اثرات سے بچانا چاہتے ہیں۔ پاکستان اور بھارت کے خلاف تمام پابندیاں ختم کر دی جائیں گی، لیکن دونوں ممالک ایٹمی ہتھیاروں سے پاک ہونے کا اشارہ دیں۔ طالبان دہشت گردی کر رہے ہیں۔"

امریکی اسسٹنٹ سیکرٹری خارجہ کارل انڈرفرتھ نے یہ بات واشنگٹن میں اپنے کانگرس سے خطاب کے دوران کہی۔

کارل انڈرفرتھ کے بیان میں تین باتوں سے مسلمانوں کے خلاف اس کے سینے میں چھپا نفاق ظاہر ہو گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ پاکستان اپنی ضروریات مغربی ممالک سے پوری کرتا رہے تاکہ ملک میں خود انحصاری نہ آنے پائے اور کافروں کے آگے ہاتھ پھیلائے رکھے۔ دوسرا یہ کہ پاکستان ایٹمی ہتھیاروں سے پاک ہونے کا اشارہ دے تاکہ فوج کی مادی قوّت کمزور رہ کر دُنیا میں کفّار کا فوجی غلبہ برقرار رہ سکے۔ نمبر تین یہ کہ پاکستانی فوج کو طالبان کے اثرات سے بچانے کا امریکی مقصد صرف یہ ہے کہ افغانستان میں عملی جہاد کی برکت سے آس پاس کے مسلم ممالک اور ان کی افواج میں جو جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت پیدا ہو رہا ہے کسی نہ کسی طرح اس کا سدّباب کیا جائے اور فوجیوں کی برین واشنگ کر کے اُن کے ذہن میں یہ بات ڈالی جائے کہ طالبان دہشت گرد ہیں جبکہ اصل بات یہ ہے کہ جب بھی مُسلمان اللہ پر بھروسہ کر کے کُفر کے مقابل آتا ہے تو قدرتی طور پر اللہ کی طرف سے یہ مدد ہوتی ہے کہ کُفر کے دلوں پر اُن کا رعب اور دہشت چھا جاتی ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لانتم اشد رھبةً فی صدورھم من اللہ ذلك بِانّھُم قوم

لا یفقھون۔ تمہارا ڈر زیادہ ہے ان کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ
اس لیے ہے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ سورۂ حشر پارہ ۲۸

لہٰذا طالبان کی بے سرو سامانی اور امن پسندی کے باوجود امریکہ اور دیگر کافر قوتیں ان سے اپنے کفر کی وجہ سے قدرتی طور پر دہشت زدہ ہیں، نہ اس لیے کہ طالبان دہشت گرد ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دُنیا میں جہادی قوتوں کے اُبھار نے رأس الکفر امریکہ اور اس کے حواریوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ اس لیے اُن کی کوشش ہے کہ مسلمانوں میں کسی طرح بھی خود انحصاری نہ آنے پائے تاکہ یہ مادی طور پر ہمارے محتاج رہیں اور اس کے ساتھ اُن میں پیدا ہونے والے جذبہ جہاد کو ختم کر دیا جائے تاکہ مادی طور پر مفلوج ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی طور پر بھی مفلوج ہو کر رہ جائیں۔ حکومتِ پاکستان کو امریکہ اور مغربی طاقتوں کی سازش سے ہوشیار رہنا چاہیے اور ایسے کسی بھی معاہدے سے گریز کرنا چاہیے جس سے پاک فوج کے جذبۂ ایمانی اور جذبۂ جہاد پر آنچ آنے کا اندیشہ ہو۔

اس خبر پر عوامی حلقوں میں ابھی تشویش کی لہر جاری تھی کہ ایک اور خبر نے تشویش میں مزید اضافہ کر دیا۔ ۱۸ رمارچ کے روزنامہ میں مصدقہ ذرائع کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی کہ "پاکستانی ججوں کو امریکہ میں تربیت دی جائے گی۔ تربیت کا مقصد پاکستان میں عدلیہ پر مقدمات کا بوجھ کم کرنے کے لیے ثالثی ادارے کا قیام ہے۔ جیفرے پائٹ نے اس مقصد کے لیے رجسٹرار معظم حیات سے ملاقات کی اور چیف جسٹس کے لیے اہم دستاویزات دیں"۔

پانچ مارچ اور اٹھارہ مارچ کی خبروں سے ایک عام آدمی بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس سازش کے دَرپردہ یہودی ہاتھ کارفرما ہے اور پُوری منصوبہ بندی سے اس پر عمل کیا جا رہا ہے تاکہ ایک طرف پاک فوج کو ذہنی فکری اور مادی ہر میدان میں مفلوج کر کے ملکی سرحدوں کو غیر محفوظ کر دیا جائے تاکہ بیرونی مداخلت آسان ہو جائے تو دوسری طرف عدالتی نظام کو خوشنما عنوان دے کر پچاس سال سے نافذ فرنگی نظام میں مزید پیچیدگیاں پیدا کر کے اندرونی طور پر مزید بدامنی کو فروغ دیا جائے تاکہ ماضی قریب میں ایٹمی قوت کے طور پر اُبھرنے والے پہلے مسلم ملک کو کسی طور پر پنپنے کا موقع نہ مل سکے، لیکن ایک احتمال یہ بھی ہے کہ پاکستان کے پڑوس میں امارات اسلامیہ افغانستان میں اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے نتیجہ میں فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور ملک میں امن و امان کے قیام سے جو مثبت اثرات پاکستانی عوام پر پڑ رہے

ہیں۔ان اثرات کو کم سے کم کرنے کے لیے عدالتوں کو مشورے دیے جائیں کہ وہ ثالثی ادارے قائم کریں تاکہ مقدمات کا بوجھ عدالتوں پر کم ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو جلد نمٹا کر وقتی طور پر عوام کو بہلا دیا جائے" تاکہ طالبان کے نظام سے وابستہ ان کی توقعات ماند پڑ جائیں اور انگریز کے فرسودہ نظام کے خلاف ان کے ممکنہ ردِّ عمل کا خطرہ کم ہو جائے یا ٹل جائے اور وہ اسی کافرانہ اور ظالمانہ قانون کی چکی میں پہلے کی طرح آئندہ بھی پستے ہی رہیں ہمدردی اور خیر خواہی کے رنگ میں مسلمانوں کے خلاف کافروں کی سازشیں کوئی نئی بات نہیں ہیں نبی علیہ السّلام کے زمانہ سے ان کا یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ ایسے رفاہی امدادی خیراتی ادارے قائم کر دیے جائیں جن کے نام پر مسلمانوں کو بہکا کر آہستہ آہستہ اسلام سے دُور کر دیا جائے اور ان میں پھوٹ ڈال دی جائے مثال کے طور پر قرآن پاک سے ایک واقعہ ترجمہ اور تفسیر سمیت نقل کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

والذین اتخذوا مسجدًا ضرارًا وکفرًا وتفریقًا بین المؤمنین وارصادًا لمن حارب اللہ ورسوله من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشهد انهم لکٰذبون لا تقم فیه ابدا . . . پ سورۂ توبہ

ترجمہ: اور جنھوں نے بنائی ہے ایک مسجد (یعنی مسجد کے نام پر ایک ادارہ جیسے آج کل اقوامِ متحدہ، سلامتی کونسل، ہلالِ احمر وغیرہ) ضد مقابلہ اور کُفر کے (پروان چڑھانے) پر پھُوٹ ڈالنے کے لیے مُسلمانوں میں اور اس شخص کے قیام (اور ٹھکانہ) کا سامان کرنے کے لیے جو پہلے ہی سے اللہ اور اُس کے رسول سے لڑ رہا ہے اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی (اس ادارہ کو قائم کر کے) اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں آپ نہ کھڑے ہوں اس میں کبھی بھی۔"

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ سے ہجرت کر کے آئے تو اوّل مدینہ سے باہر "بنی عمرو بن عوف" کے محلّہ میں فروکش ہوئے پھر چند روز بعد شہر (مدینہ) میں تشریف لے گئے، اور "مسجد نبوی" تعمیر کی اس محلّہ میں جہاں آپ پیشتر (یعنی پہلے) نماز پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد تیّار کر لی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔حضرتؐ اکثر ہفتہ کے

روز وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑھتے اور بڑی فضیلت اُس کی بیان فرماتے تھے۔ بعض منافقین نے چاہا کہ پہلوں کی ضد (اور مقابلہ) پر اُسی کے قریب ایک اور مکان مسجد کے نام سے تعمیر کریں اپنی جماعت جدا ٹھہرائیں (یعنی ادا کریں) اور بعض سادہ دل مسلمانوں کو مسجد قبا سے ہٹا کر ادھر لے آئیں فی الحقیقت اس ناپاک تجویز کا محرکِ اصلی ایک شخص "ابو عامر راہب خزرجی" تھا۔ ہجرت سے پہلے اس شخص نے نصرانی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔ مدینہ اور آس پاس کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج اس کے زہد و درویشی کے معتقد تھے اور بڑی تعظیم کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے قدوم میمنت لزوم (یعنی تشریف آوری) سے جب مدینہ میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمکا تو اس طرح کے درویشوں کا بھرم کھلنے لگا۔ بھلا نورِ آفتاب کے سامنے چراغ مردہ کو کون پوچھتا ابو عامر دیکھ کر چراغ پا ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں ٹھیٹ ملّتِ ابراہیمی لے کر آیا ہوں کہنے لگا کہ پہلے سے اسی پر قائم ہوں، لیکن تم نے اپنی طرف سے ملّتِ ابراہیمی میں اس کے خلاف چیزیں داخل کر دی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام بہت زور سے اس کی تردید فرمائی آخر اس کی زبان سے نکلا جو ہم میں سے جھوٹا ہو خدا اُس کو وطن سے دُور یک و تنہا غربت و بیکسی کی موت مارے آپ نے فرمایا آمین خدا ایسا ہی کرے، جنگ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مسلمانوں کا عروج و فروغ حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا۔ ابو عامر کو تاب نہ رہی بھاگ کر مکہ پہنچا تاکہ کفارِ مکہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مقابلہ میں چڑھا کر لائے چنانچہ معرکۂ احد میں قریش کے ساتھ خود آیا مبارزہ شروع ہونے سے پہلے آگے بڑھ کر انصار مدینہ کو جو عہدِ جاہلیت میں اُس کے بڑے معتقد تھے خطاب کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا احمق یہ نہ سمجھا کہ پیغمبرانہ تصرف کے سامنے اب وہ پرانا جادو کہاں چل سکتا ہے آخر انصار نے جو اُسے پہلے راہب کہہ کر پکارتے تھے جواب دیا کہ او فاسق دُشمنِ خُدا تیری آنکھ خدا کبھی ٹھنڈی نہ کرے کیا رسولِ خُدا کے مقابلہ میں ہم تیرا ساتھ دیں گے۔ انصار کا مایوس کن جواب سُن کر کچھ حواس دُرست ہوئے اور غیظ میں آکر کہنے لگا اے محمد آئندہ جو قوم بھی تیرے مقابلہ کے لیے اُٹھے گی میں برابر اسکے

ساتھ رہوں گا، چنانچہ جنگ حنین تک ہر معرکہ میں کفّار کے ساتھ ہوکر مسلمانوں سے لڑتا رہا احد میں اسی کی شرارت سے حضور کو چشمِ زخم پہنچا۔ دونوں صفوں کے درمیان اس نے پوشیدہ طور پر گڑھے کھدوا دیے تھے۔ وہیں چہرہ مُبارک کے زخمی ہونے اور دندان مُبارک کے شہید ہونے کا واقعہ پیش آیا۔ حنین کے بعد جب ابو عامر نے محسوس کر لیا کہ اب عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی تو بھاگ کر ملک شام پہنچا اور منافقین مدینہ کو خط لکھا کہ میں قیصر روم (عیسائیوں کے بادشاہ) سے مل کر ایک لشکرِ جرّار محمدؐ کے مقابلہ میں لانے والا ہوں جو چشمِ زدن میں ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دے گا اور مسلمانوں کو بالکل پامال کر کے چھوڑے گا۔ (العیاذ باللہ)

(آگے موجودہ دَور کے کفّار اور منافقین کے طرز پر قائم کیے گئے اقوامِ متّحدہ جیسے ادارہ کی تاریخ آرہی ہے، کفّار کا ہمیشہ سے اسلام کے خلاف سازشوں کا طریقہ ایک جیسا ہی رہا ہے) تم فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بنالو جہاں نماز کے بہانے سے جمع ہوکر اسلام کے خلاف ہر قسم کے سازشی مشورے ہو سکیں اور قاصد تم کو وہیں میرے خطوط وغیرہ پہنچا دیا کریں اور میں بذاتِ خود آؤں تو ایک موزوں جگہ ٹھہرنے اور ملنے کی ہو (درپردہ) یہ خبیث مقاصد تھے جن کے لیے مسجد ضرار (مقابلہ کی مسجد اور ادارہ) تعمیر ہوئی اور حضورؐ کے روبرو بہانہ یہ کیا کہ یا رسول اللہ خُدا کی قسم ہماری نیت بُری نہیں بلکہ بارش اور سردی وغیرہ میں بالخصوص بیماروں ناتوانوں اور ارباب حوائج کو مسجد قبا تک جانا دُشوار ہوتا ہے اس لیے یہ مسجد بنائی گئی ہے، تاکہ نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قبا میں تنگی مکان کی شکایت نہ رہے ___ حضورؐ ایک مرتبہ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں تو ہمارے لیے موجبِ برکت و سعادت ہو۔ یہ اس لیے کہ حضورؐ کا طرزِ عمل دیکھ کر بعض سادہ دل مُسلمان حُسنِ ظن کی بنا پر ان کے جال میں پھنس جائیں آپ اس وقت تبوک جانے کے لیے پا بہ رکاب تھے۔ فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو واپسی پر ایسا ہو سکے گا۔ جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تبوک سے واپس ہوکر بالکل مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے تب جبرائیل یہ آیات لے کر آئے جن میں منافقین کی ناپاک اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار (اس وقت کے اقوامِ متّحدہ) کا پول کھول دیا گیا آپ نے "مالک بن دخشم اور معن بن عدی" کو حکم دیا کہ اس مکان (نام نہاد اقوامِ متحدہ کی عمارت) کو (جس کا نام ازراہ خداع و فریب مسجد رکھا تھا) گرا کر پیوند زمین بنا دو اُنھوں نے

فوراً حکم کی تعمیل کی اور جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ اس طرح منافقین اور ابوعامر فاسق کے سب ارمان دل کے دل میں رہ گئے اور ابوعامر اپنی دُعا اور حضور کی آمین کے موافق قنسرین (ملک شام) میں تنہا، بیکسی کی موت مرا۔ . . آیت میں" من حارب اللہ ورسولہ" سے یہ ہی ابوعامر فاسق مُراد ہے"۔

واضح قرآنی ہدایات کے ہوتے ہوئے بھی مُسلمانوں کا کفار یہود و نصارٰی کے دھوکہ میں آنا اور اُن کے قائم کردہ اداروں پر اعتماد کرنا خُدائی ہدایات کی کُھلی نافرمانی اور تاریخ سے کھلا انحراف ہے جس کا انجام دُنیا و آخرت میں کُھلی رسوائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ لہٰذا مُسلمانوں بالخصوص مسلم حکومتوں کو چاہیے کہ اپنے سابقہ طرزِ عمل سے توبہ کریں اور یہودیوں، عیسائیوں اور اُن کے قائم کردہ بین الاقوامی سازشی اداروں کے خلاف علمِ جہاد بلند کریں تاکہ اسلام کا کلمہ سربلند ہو اور مُسلمانوں کی عزّت رفتہ بحال ہو۔

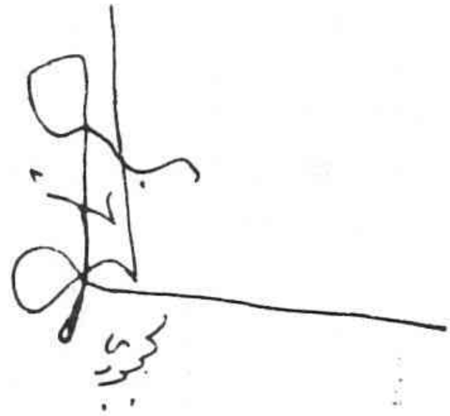

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

مولای صل وسلم دائما ابدا　　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۴ سائیڈ بی ۲ ستمبر ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمدؐ و آلہٖ و اصحابہ اجمعین امابعد

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَتْ لِیْ مَنْزِلَۃٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ لِاَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ اٰتِیْہِ بِاَعْلَی السَّحَرِ فَاَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ اِنْصَرَفْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَ اِلَّا دَخَلْتُ عَلَیْہِ وَعَنْہٗ قَالَ کُنْتُ شَاکِیًا فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ اَجَلِیْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِیْ وَاِنْ کَانَ مُتَاَخِّرًا فَاَدْخِلْنِیْ وَ اِنْ کَانَ بَلَآءً فَصَبِّرْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَیْہِ قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوْ اِشْفِہٖ (شَکَّ الرَّاوِی) قَالَ فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں مجھ کو ایک ایسی قدر و منزلت حاصل تھی جو خلقت میں کسی کو حاصل نہیں تھی، میں آپ کے یہاں علی الصبح پہنچ جاتا تھا (پہلے دروازہ پر کھڑے ہو کر طلبِ اجازت کے لیے)

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵

کہتا: السّلام علیک یا نبی اللہ اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم (میرا سلام سُن کر) —— کھنکار دیتے تو مَیں (یہ سمجھ کر کہ اس وقت آپ کسی مشغولیت میں ہَیں) — اپنے گھر واپس چلا جاتا اور اگر آپ نہ کھنکارتے تو مَیں (بے تکلّف) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلا جاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہَیں کہ ایک مرتبہ) مَیں سخت بیمار ہوگیا (حُسنِ اتّفاق سے) رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس سے گزرے جب میں (مرض کی شدّت سے بیتاب ہوکر بآوازِ بلند) یہ دُعا مانگ رہا تھا، الٰہی! "اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو مجھ کو (موت دے کہ مرض کی اذیّت سے نجات اور ابدی) سکون عطا فرما اور اگر ابھی وقت نہیں آیا تو (صحت بحال کرکر) مجھ کو راحت عطا فرما اور اگر یہ بیماری امتحان و آزمائش ہے تو مجھے صبر اور برداشت کی قوّت عطا فرما۔" رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مجھے یُوں دُعا مانگتے سُنا تو) فرمایا کہ تم کیا دُعا مانگ رہے ہو؟ مَیں نے وہ الفاظ آپ کے سامنے دوہرا دیئے، آپ نے (دُعا کے الفاظ سُننے کے بعد) اپنے پاؤں سے حضرت علیؓ کو ٹھوکا دیا اور یُوں دُعا فرمائی: الٰہی! اس (حضرت علیؓ) کو عافیت عطا فرما، یا یہ فرمایا کہ اس کو شفا بخش دے (یہ راوی کا اظہارِ شک ہے)، حضرت علیؓ فرماتے ہَیں کہ اس دُعا کے بعد پھر مجھ کو کبھی بھی وہ بیماری لاحق نہیں ہُوئی۔"

حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہَیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک میرا یک خاص مقام تھا اور ایسی صُورت تھی کہ دوسرے کسی شخص کو اس قسم کی اجازت نہیں تھی جیسے مجھے اجازت تھی۔

بالکل صُبح ہی صُبح جب سحور ہوتی ہے (یعنی) سحری اُس کے ابتداء میں مَیں آتا تھا اور حاضری دیتا اور ملتا، یہ ایسے ہی نہیں بلکہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے اجازت دی تھی۔ ایسے فرمایا تھا کہ ایسے آجایا کرو اس وقت، تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مختلف مقامات پر ہوتے تھے۔ کیونکہ ازواجِ مطہرات کے پاس الگ الگ رہنا ہوتا تھا تو وہاں میں پہنچتا تھا فَاَقُوْلُ (تو مَیں کہتا) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ مَیں یہ سلام کیا کرتا تھا یہ سلام اجازت کے لیے ہوتا ہے مَیں آسکتا ہُوں۔ یہ پُوچھتے ہیں تو اس سے پہلے سلام کا لفظ حدیثوں میں آیا ہے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔ ایک صحابی کے یہاں آپ تشریف لے گئے وہاں آپ نے سلام ہی کیا باہر سے اُنھوں نے چپکے سے جواب دیا، اُن کی نیت یہ تھی کہ دوبارہ آپ سلام کہیں گے تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے میرے لیے سلام کا لفظ دو دفعہ استعمال ہو جائے گا۔ پھر دُوسری دفعہ کے بعد اُنھوں نے کہا کہ اب ایک اور دفعہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سلام فرمائیں گے تو تیسری دفعہ بھی واقعی آپ نے سلام کا لفظ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرمایا اُنھوں نے جواب نہیں دیا۔ خیال ہُوا کہ اور ایسے ہی ہوتا رہے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین دفعہ کے بعد پھر تشریف لے گئے واپس، جب واپس جانے لگے تو پیچھے سے باہر آئے اور اُنھوں نے روک لیا اور (بلند آواز سے) جواب نہ دینے کی وجہ بھی ساتھ ساتھ ہی بتلادی کہ اس لیے جواب نہیں دیا تھا، ورنہ تو پہلی دفعہ ہی تشریف لے آتے اندر گھر میں تو گویا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بھی اس کی پابندی کی اور عمل کیا کہ اجازت کے بغیر نہ جائے اندر پھر اجازت دیں اگر اجازت دیں تو پھر اندر جاؤ اگر اجازت نہ دیں تو واپس چلے جاؤ۔ اور یہ بھی ہے اس میں کہ بُرا نہ مانو، اگر کوئی نہیں مل سکتا کسی وقت تو پھر خفا ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے ممکن ہے اُس کو کام ہو ایسا ممکن ہے مصروف ہو، مجبور ہو، بیمار ہو۔ کوئی بھی عذر ہو سکتا ہے جس وجہ سے اُس وقت نہیں مل سکتا۔ اگر وہ کہہ دے کہ مَیں نہیں مل سکتا تو بُرا نہ مانو بلکہ دوسرے وقت مل لو اُس سے جاکر، تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تعلیم دی ہے یہ کہ جب آؤ کسی سے ملنے تو سلام کرلو، اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ، ورنہ وہ جواب دے دے گا اندر سے، سلام کے جواب کے ساتھ معذوری بھی ظاہر کردے گا یا کسی کو بھیج دے گا اور اگر جواب ہی نہیں آیا تو پھر تین دفعہ تک تو آواز دے سکتے ہو کھٹکا سکتے ہو سلام کر سکتے ہو، گھنٹی بجا سکتے ہو تین دفعہ کے بعد پھر واپس چلے جاؤ۔ اگر کوئی کوٹھی ہو، گھنٹی ہو وہاں سلام جا ہی نہیں سکتا تو گھنٹی کی آواز جاتی ہے وہ بھی تین دفعہ بجائیں آپ، نہ جواب آئے تو وہاں سے چلے جائیں آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں اجازت دی تھی ایسے وقت آنے کی کہ جس وقت کوئی کسی سے ملنے نہیں آیا کرتا اور نہ کوئی کسی کو آنے دیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی خاص ہی محبوب ہو ایسا مقرّب ہو کہ جسے دیکھ کر اُسے خوشی ہوتی ہو تو پھر الگ بات ہے کہ اُس کو ایسی اجازت دی جائے کہ صُبح ہی صُبح تم مجھ سے مل لیا کرو اور صُبح بھی اتنا کہ نماز سے بھی پہلے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر خاموش رہتے تو میں چلا جاتا یہ اجازت تھی گویا آپ نے مجھے بتا رکھا تھا کہ اِس طرح سے اگر مَیں کروں تو یہ اجازت سمجھنا

لیکن اَنْ تَنَحْنَحَ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھنکار دیتے تھے تو پھر میں واپس چلا جاتا تھا اِنْصَرَفْتُ اِلٰی اَھْلِیْ میں اپنے گھر میں واپس آجاتا تھا اور گھر جو تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ اس طرح تھا اور ازواجِ مطہرات کے کمرے اور صحن مربع شکل میں اس طرح واقع تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف آتے جاتے تو پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر نظر آتا اور گھر میں ایک سوراخ بھی رکھ رکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت ہو تو آپ دیکھ سکیں آواز دے سکیں کمرہ میں ہوں تو آواز دے سکیں تو ان کو آپ نے اپنے گھر رکھ لیا۔ گھر داماد رکھا تھا گویا آپ نے اُنہیں اجازت دی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پُوری مخلوقات میں سے کسی کو بھی ایسی اجازت نہیں تھی، جیسی رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے مجھے دے رکھی تھی تو علامتیں مقرر کی جا سکتی ہیں۔

ایک صحابی ہیں بہت بڑے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرما رکھا تھا کہ اِذْنُکَ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ تمہاری اجازت یہ ہے کہ تم پردہ اُٹھا کر دیکھا کرو اگر میں چاہوں تو منع کر دوں گا، ورنہ تم (پردہ) اُٹھا کر آجاؤ تو ایسے ایک آدھ صحابہ کرام (کے واقعات) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اجازت کی علامت الگ مقرر کر رکھی تھی اور اُنہیں بتا رکھی تھی کہ ایسے اگر ہو تو ایسے کرنا، مگر وہ بہت ہی خصوصی معاملہ اگر کسی کے ساتھ ہوتا تو ایسے فرماتے تھے، اور وہ تو گھر کے کام کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی آپ کی مسواک آپ کی چپل آپ کا تکیہ کہ جہاں ضرورت پڑے لیٹ جائیں آرام فرما لیں، ٹیک لگا لیں اور نعلینِ مُبارک اپنے پاس رکھا کرتے تھے کہ جب ضرورت ہو پیش کر دیں اور جوتے رکھنا یہ بڑا مشکل کام ہے کیونکہ جوتے جس وقت اُٹھا لیتا ہے اور پھر رکھ دیتا ہے تو اگر وہ رکھنے کے بعد غائب ہو جائیں تو جس کے جوتے اُس نے اُٹھائے ہیں وہ اور زیادہ پریشان ہو جاتا ہے وہ تو صرف وہ آدمی رکھ سکتا ہے جو شروع سے لے کر آخر تک موجود رہے۔ پھر جب ضرورت ہو فوراً پیش کر دے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے آپ نے الگ اجازت دے رکھی تھی اِدھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک طرح کی اجازت دے رکھی تھی تو یہ اُن کے فضائل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قصہ یہ پیش آیا کہ میں بیمار تھا۔ تکلیف بہت زیادہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے تشریف لائے تو میں یہ جملے کہہ رہا تھا یعنی دُعا کر رہے تھے اس طرح سے کہ موت قریب آگئی ہے تو موت آجائے راحت ہو جائے اور اگر

موت کا وقت ابھی نہیں آیا ہے تو پھر مجھ کو تو ٹھیک کر دے تو اگر ایسے ہے کہ یہ آزمائش ہے میری تو مجھے صبر دے گویا یہ پریشانی تھی بے چینی تھی یا گھبراہٹ تھی جیسے بخار میں یا اور بیماری میں ہوتی ہے انسان کی کیفیت اُس میں یہ جُملے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکل رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنے تو آپ نے فرمایا کہ کَیْفَ قُلْتَ تم نے کیا کہا کیسے کہے یہ جُملے فَاَعَادَ عَلَیْہِ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھرا دیئے کہ میں یہ اور یہ کہہ رہا تھا، قَالَ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے اپنا پاؤں مُبارک اِن کے بدن سے مارا اور دُعا کی اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ اَوِ اشْفِہٖ خُداوندا ان کو تو عافیت بخش، عافیت ایسا جملہ ہے کہ اس کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا (بلکہ مطلب اور مفہوم بیان کیا جا سکتا ہے) اس میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت خدا کی وہ عافیت ہے کہ انسان کو عافیت میسّر ہو مطلب یہ ہے کہ صحت بھی ہو سکون بھی ہو جیسے صحت اور سکون دو چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ تو بہت بڑی بات ہے ورنہ انسان کو بے سکونی ایک طرح کی دوسری طرح کی بلکہ کئی طرح کی ہوتی ہے تو عافیت ایسا جملہ ہے کہ جیسے کہ صحت بھی ہو سکون بھی ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجْعِیْ بَعْدُ اُس کے بعد مجھے اِس طرح کی بیماری نہیں آئی کبھی بھی اور ایسے واقعات اور بھی گزرے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لُعابِ دہن ڈالا اور وہ ٹھیک ہو گئیں اسی طرح سے ایک دفعہ آپ نے دُعا دی تھی کہ اَذْھِبْ حَرَّہٗ وَقَرَّہٗ ان کی گرمی اور سردی خداوندِ کریم تو ختم کر دے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد میں نہ گرمی لگی نہ کبھی سردی لگی وہ سردیوں میں ہلکے کپڑے پہن سکتے تھے اور گرمیوں میں بھاری کپڑے پہن سکتے تھے اور تکلیف نہیں محسوس ہوتی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلتیں جہاں ذکر کی جاتی ہیں وہاں یہ سب روایتیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)

جناب سید امین گیلانی

ہادیِ کامل کی یاد صلی اللہ علیہ وسلم

سُنی ہے جب بھی صدائے اذاں وہ یاد آئے — ہُوا میں جب سوئے مسجد رواں وہ یاد آئے
وضو کروں تو مجھے اُن کی یاد آتی ہے — جو قبلہ رُو ہُوا سجدہ کناں وہ یاد آئے
خُدا کی حمد میں کرتا ہوں جب یہاں تو مجھے — وہ جن کا خود ہے خدا مدح خواں وہ یاد آئے
خُدا سے مانگی ہے میں نے مدد اُنھی کی طرح — پڑا جو سر پہ کوئی امتحاں وہ یاد آئے
عجیب بات ہے آدم سے لے کے عیسٰی تک — مَیں جس نبی کی سُنوں داستاں وہ یاد آئے
بُھلاؤں کیسے بھلا ، آیۂ شبِ اسرٰی — میں جب بھی دیکھوں سوئے آسماں وہ یاد آئے
سوئے مدینہ زیارت کو سبز گنبد کی — چلا ہے جب بھی کوئی کارواں وہ یاد آئے
یہ کہکشاں ہے کہ جادہ ہے میرے آقا کا — فلک پہ دیکھوں میں جب کہکشاں وہ یاد آئے
سلام عرض کیا جب ملے تصوّر میں — دُرُود بھیجا ہے اُن پر جہاں وہ یاد آئے
کُھلے جو آنکھ اچانک مِری کبھی شب کو — خُدا گواہ مجھے ناگہاں وہ یاد آئے
نہیں کسی کی تمنّا مَیں کسی کو یاد کروں — وُہی جو اِک ہے تمنّائے جاں وہ یاد آئے
وہ بھولتے ہی نہیں اُن کی مہربانی ہے — ہمیشہ بن کے مِرے مہرباں وہ یاد آئے
وہ یاد آتے ہیں ہر خیر و شر کے معرکے میں — جب آئے سامنے سود و زیاں وہ یاد آئے
بپا ہُوئی ہے اگر کُفر و دیں میں جنگ کبھی — اُٹھائے ہم نے جو تیغ و سناں وہ یاد آئے
وہ مہماں کی تواضع کے خاص شایق تھے — جب آیا گھر میں کوئی مہماں وہ یاد آئے
مَیں رُو سیاہ سہی، خُون ہاشمی ہے مگر — جو تُو نے پُوچھا مِرا خانداں وہ یاد آئے
وہ یاد آئے تو اصحاب و اہلِ بیت اُن کے — وہ جن کی چاند تھیں، پیشانیاں وہ یاد آئے
مَیں اُن کی یاد لیے جا رہا ہوں دُنیا سے — نہیں ہیں نزع کی یہ ہچکیاں وہ یاد آئے

امینؔ اُن کے غلاموں میں ہے خیال رہے
خُدا سے مَیں نے دُعا کی، جہاں وہ یاد آئے

اخلاص کی اہمیّت اور ضرورت

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مدظلہم

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلّی اللہ علیہ وَسلّم : " اِنَّمَا الاعمال بِالنِّیَّاتِ ، وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّانَوٰی ؛ فمن کَانَت ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِہٖ ، فَھِجْرَتُہٗ اِلی اللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتہ اِلیٰ دُنیا یصیبھا ، اَوِ امْرَأَۃ یَتَزَوَّجُھا فَھِجْرَتُہ اِلیٰ مَا ھَاجَرَ الیہ" متفق علیہ۔

ترجمہ : حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال نیتوں سے (بنتے اور بگڑتے اور موجب عذاب یا باعثِ ثواب ہوتے) ہیں اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اُس نے نیت کی ہو تو جس کی ہجرت (خود اس کی نیت میں) اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ہو گی ، اللہ کے نزدیک بھی اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف مان لی جائے گی اور جس کی ہجرت (خود اس کی نیّت میں) دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت کے نکاح کرنے کے لیے ہوگی تو اللہ کے نزدیک بھی اس کی ہجرت اسی مقصد کے لیے مانی جائے گی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم)

یہ حدیث بڑی اہم ہے اس میں بار بار غور کرکے اپنے اعمال کا حساب لیا جائے اور اپنی نیتوں کو پرکھا جائے کہ فلاں عمل میں نے کس لیے کیا ہے اور فلاں کام کرنے کا باعث میری نیت میں کیا ہے۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قاعدہ کلیہ کے طور پر فرمایا کہ اعمال کے بناؤ اور بگاڑ کا مدار نیتوں پر ہی ہے جس کی جیسی نیت ہو گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی نیت کے موافق ہی اس عمل کا بدلہ ملے گا۔ عمل

بظاہر کیسا اچھا ہو اور بھلا ہو لیکن اگر وہ اللہ کے لیے نہیں ہے تو آخرت میں مردود ہوگا اور اس پر ذرا سا بھی اجر نہیں ملے گا۔

سیدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جو انما الاعمال بالنیات فرمایا ہے یہ بہت ہی زیادہ جامع کلمہ ہے حدیث کی شرح لکھنے والوں نے اس کی شرح میں بہت کچھ لکھا ہے جہاں تک جس کے ذہن کی رسائی ہوئی اس سے متعلقہ احکام فوائد و مسائل لکھ دیے۔

اصل بات یہ ہے کہ بالنیات جو جار مجرور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس کا متعلّق حذف فرمادیا ہے۔ لیذھب ذھن السامع کل مذھب جار مجرور کس سے متعلق ہے اور یہاں کونسا کلمہ محذوف ہے اس بارے میں حضرات شراح کرام کے متعدد اقوال ہیں اور ہر قول صحیح ہے کیونکہ الفاظ کا عموم سب کو شامل ہے، بعض حضرات نے لفظ متحققۃ محذوف مانا ہے اور مطلب یہ بتایا ہے کہ اعمال کا تحقق نیتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی نیت ہے تو عمل کا تحقق مانا جائے گا ورنہ وہ عمل باوجود وجود میں آنے سے معتبر نہ ہوگا۔ حضرات شوافع کا فرمانا ہے کہ جس طرح نماز بغیر نیت کے نہیں ہوتی اور روزہ بغیر نیت کے نہیں ہوتا اگرچہ دن بھر کچھ بھی نہ کھائے پیئے اسی طرح وضو بھی بغیر نیت کے نہیں ہوتا اگرچہ وضو کے سب کام پورے کرلے (گو حنفیہ نے عبادت مقصودہ اور ذریعہ عبادت کا فرق بتا کر بغیر نیت افعالِ وضو پورے کر دینے سے وضو ہو جانے کا فتویٰ دیا ہے یہ ایک علمی بحث ہے جسے اہلِ علم سمجھتے ہیں۔

جو لوگ عمل کرتے ہیں ان کی نیتیں مختلف ہوتی ہیں اور نیتوں ہی کے اعتبار سے اعمال میں نقص و کمال کی صفات آتی ہیں اور نیتوں ہی کے اعتبار سے کوئی آگے بڑھتا اور کوئی پیچھے رہ جاتا ہے، مثلاً حرمین شریفین میں دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ اس لیے پڑے ہیں کہ عبادت کیا کریں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پڑھا کریں یا بیت اللہ کا کثرت سے طواف کیا کریں، یہ حضرات کوشش کرتے ہیں کہ تکبیرِ اولیٰ سے نماز پڑھیں اور اگلی صف میں یا اس کے پیچھے قریب ترین کسی حصہ میں جگہ پائیں یہ حضرات نماز کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ مسجد میں وقت گزارتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جتنی دیر موقعہ مل جائے حرم میں اندر بیٹھے رہیں ان کے برخلاف وہ لوگ ہیں جو تجارت کرنے کے لیے اور پیسہ کمانے کے لیے آتے ہیں یہ لوگ اذان ہو جانے پر دکان بند کرتے ہیں پھر وضو کرتے ہیں پھر نماز کے لیے روانہ ہوتے ہیں مسجد حرام یا مسجد نبوی میں پہنچتے پہنچتے کبھی

پُوری نماز کبھی اکثر نماز نکل جاتی ہے۔ ان پیسہ کمانے والوں میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جنھیں نماز کے بعد فوراً مال بیچنا ہوتا ہے یہ تو مسجد کے اندر جانے کی بھی نیت اور ہمت نہیں کرتے باہر ہی کسی جگہ کھڑے ہو کر نیت باندھ لیتے ہیں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ صفیں متصل ہیں یا نہیں اور اقتداء صحیح ہوئی یا نہیں امام نے سلام پھیرا تو سلام پھیرتے ہی گٹھری اُٹھائی اور بیچنے کی چیزیں کھول کر بیٹھ گئے کیسی سُنّتیں اور کیسے نفل؟ یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ اگر کچھ رکعتیں امام کے ساتھ نہ ملی ہوں تو مال بیچنے کی جھونک میں آدھے منٹ میں گئی ہوئی ساری رکعتیں پڑھ لیتے ہیں، ایسے جلد بازی کے سجدوں کو حدیث شریف میں مرغے کے ٹھونگ کے تشبیہ دی ہے فرق سمجھ میں آگیا کہ ایک شخص کو ثواب زیادہ لینا ہے اور ایک شخص کو پیسے کمانا ہے۔ ہر ایک کا عمل اس کی نیت کے مطابق ہے۔

ان ہی کپڑا بیچنے والوں کو اگر کسی اللہ والے سے تعلق ہو جائے اور عبادت کا ذوق نصیب ہو جائے۔ تو صفِ اوّل کی اور تکبیرِ تحریمہ کی فکر میں اور زیادہ سے زیادہ ثواب کمانے کی جستجو میں لگ جائیں۔

جہاد بھی افضل ترین عمل ہے لیکن جبھی افضل اعمال میں شمار ہے جب کہ اللہ کی رضا کے لیے ہو اگر چندے کرنا مقصود ہو۔ عہدوں کی طلب ہو۔ شہرت کا خیال ہو تو یہ جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ ہر عمل کرنے والے کو اپنے عمل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ دینی علم حاصل کرنا بہت بڑے اَجر کی بات ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع (جو علم کی طلب میں نکلا وہ واپس ہونے تک اللہ کے راستہ میں ہے)[1] نیز فرمایا من جاءہ الموت وھو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین النبیین درجۃ واحدۃ (جو شخص اس لیے علم طلب کرتا ہے کہ اُس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے اور اسی حال میں اسے موت آگئی تو جنّت میں اس کے اور نبیوں کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا[2]) یہ تو اس کی فضیلت ہوئی جو علم طلب کرنے میں اچھی نیت کرتا ہے، اب دوسرا رُخ بھی دیکھ لیں فرمایا نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس نے اس لیے علم طلب کیا عُلما سے مقابلہ کرے یا بیوقوفوں سے جھگڑے بازی کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے اللہ اسے دوزخ میں داخل فرمادے گا۔[3]

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴ از ترمذی　　[2] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۶ از دارمی

[3] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴ از ترمذی

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس علم کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے جس کسی نے اُس علم کو اس لیے حاصل کیا کہ اُس کے ذریعہ صرف دُنیا حاصل کرے تو وہ جنّت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا[1]

ایک عمل میں ایک نیت دین کی ہو اور ایک دُنیا کی تو اُس کو اخلاص نہیں کہا جائے گا جیسے روزہ رکھنے سے یہ بھی مقصود ہو کہ کھانا پکانا نہ پڑے گا اور بیماری میں ہے پرہیز بھی رہے گا تاکہ تندرستی میں فرق نہ آئے، یا حج کرنے سے یہ مقصود ہو کہ وہ عبادت ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب عمل ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی نیت ہو کہ سیر و تفریح ہوگی یا دُشمنوں کی ایذاؤں سے نجات ہوگی، یا اعتکاف میں یہ نیت ہو کہ وہ عبادت بھی ہے اور اتنے دن مکان کا کرایہ نہ دینا پڑے گا۔ یا فقیر کو اس لیے دیا کہ اس میں اَجر بھی ہے اور اس کا شور و غل بھی بند ہو جائے گا تو یہ سب خیالات حدِ اخلاص سے خارج ہیں اخلاص اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا حاصل ہونا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان کا ریاکاری پر ڈالنا اور نفس کا فریب اس نعمت کو حاصل نہیں ہونے دیتا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یمن کا حاکم بناکر بھیجا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھ کو کچھ نصیحت فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو تم کو تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔[2]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اس چیز کے جس سے اللہ کی ذات مقصود ہو۔[3]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن دنیا حاضر کی جائے گی اور اس میں جو کچھ خدا کے لیے ہوگا اس کو الگ کر لیا جائے گا اور باقی کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔[4]

معلوم ہُوا کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہونا لازم ہے بہت سے لوگ مال خرچ تو کرتے ہیں، لیکن اس میں ریاکاری اور شہرت کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ لوگوں کو دکھا کر دیتے ہیں، اخباروں میں نام چھپواتے ہیں، مسجد کا نام اپنے نام پر رکھتے ہیں اگر کسی مدرسہ میں کمرہ بنوادیں تو اس پر اپنے نام کا کتبہ لگانے کی فرمائش

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۴ از ابوداؤد

[2] [3] [4] الترغیب والترھیب للحافظ المنذری

کرتے ہیں۔ یہ ریا کاری ساری نیکی کو برباد کر دیتی ہے اور اس سے ثواب کے بجائے اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی ضروری ہے کہ کسی کو کچھ دیں تو احسان نہ جتائیں اور کسی طرح کی تکلیف نہ دیں۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْہِ تُرَابٌ فَاَصَابَہٗ وَابِلٌ فَتَرَکَہٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝

(ترجمہ: اے ایمان والو! مت باطل کرو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح سے جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لیے اور ایمان نہیں لاتا اللہ پر اور یوم آخرت پر، سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنا پتھر ہو جس پر ذرا سی مٹی ہو پھر پہنچ گئی اس کو زور دار بارش سو اس بارش نے اس کو بالکل ہی صاف کر چھوڑا یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔)

بہت سے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ تھوڑا بہت صدقہ دے کر ان لوگوں پر احسان دھرتے ہیں جن لوگوں کو کچھ دیا اور خاص کر ان لوگوں پر جو رشتہ دار ہیں یا اپنے شہر کے رہنے والے ہیں ایسے لوگ احسان دھرنے سے اپنا ثواب باطل کر دیتے ہیں جس پر احسان دھرا جائے اُسے احسان کے الفاظ سننے سے یا احسان دھرنے کی طرح برتاؤ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور بعض مرتبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں یا خرچ کرنے کی وجہ سے ان سے بیگاریں لیتے ہیں۔ اس لیے لفظ مَنّ (احسان جتانے) کے ساتھ لفظ اَذٰی بھی ذکر فرمایا کہ اللہ کے لیے خرچ کریں اور احسان بھی نہ دھریں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف بھی نہ پہنچائیں تب ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اگر کسی نے سوال کیا اور اُسے نہ دیا اور خوب صورتی کے ساتھ اچھے الفاظ میں جواب دے دیا اور سائل کی بدتمیزی پر اور تنگ کرنے پر جو غصہ آیا اس سے درگزر کر دیا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ کچھ دیدے پھر احسان دھرے یا کسی طرح سے تکلیف پہنچائے۔

جو لوگ صدقہ کر کے احسان جتاتے ہیں یا ایذاء پہنچاتے ہیں اُن کے بارے میں آیتِ بالا میں فرمایا کہ ان لوگوں کا ایسا حال ہے جیسے کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے مال خرچ کرے اور اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان

نہ رکھتا ہو ایسے شخص کے خرچ کرنے کی مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جیسے کوئی چکنا پتھر ہو اس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اُوپر سے زور دار بارش پڑ جائے جو اس ذرا سی مٹی کو بہا کر لے جائے اور پتھر کو بالکل چکنا سپاٹ چھوڑ دے، اوّل تو پتھر چکنا پھر اس پہ مٹی بھی ذرا سی اور جو بارش برسی تو وہ بھی زور دار ظاہر ہے کہ اس حالت میں پتھر صاف ہو کر چکنا نہ رہ جائے گا تو اور کیا ہوگا؟ جو اس پتھر کا حال ہوا وہی اس شخص کے مال خرچ کرنے کا ہے جس نے منّ یا اذٰی کے ذریعہ اپنے صدقہ کو باطل کر دیا اور ریاکاری کے ذریعہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بن گیا۔ اگر کوئی شخص ریاکاری سے کوئی ایسا کام کرے جو فی نفسہٖ نیک ہو۔ (خواہ مالی عبادت ہو یا جانی عبادت) وہ نہ صرف ریاکاری کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا بلکہ ریاکاری اس کے لیے وبال ہوگی اور آخرت میں مستحق عذاب ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جن لوگوں کے بارے میں سزا کا فیصلہ ہوگا۔ ان میں ایک شخص وہ ہوگا جو بظاہر شہید ہوگیا تھا، لیکن اس کی نیت یہ تھی کہ بہادری میں اس کا نام ہو۔ اور ایک وہ شخص ہوگا جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن شریف پڑھا علم حاصل کرنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ اس کو عالم کہا جائے اور قرآن پڑھنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ اس کو قاری کہا جائے اور ایک وہ شخص ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مال دیا تھا وہ اللہ پاک کے حضور میں کہے گا کہ جو بھی کوئی خرچ کرنے کی سبیل مجھے ملی جس میں خرچ کرنا آپ کے نزدیک محبوب تھا اس میں مَیں نے آپ کے لیے خرچ کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تُو نے یہ اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے تینوں آدمیوں سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہاری جو خواہش تھی وہ پوری ہو چکی اور جو تم چاہتے تھے وہ کہا جا چکا لہٰذا ان تینوں کو مُنہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن کو سب سے پہلے دوزخ میں دھکا دیا جائے گا یہ تین آدمی ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب ج ۱ ص۶۲)

دنیا کی شہرت اور نیک نامی کے خیال سے نماز روزہ اور خیر خیرات مت کرو۔ اس طرح چپکے سے صدقہ کرو کہ جو کچھ سیدھے ہاتھ سے دیا ہے اس کی خبر خود تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو۔

صرف اللہ کی رضا کے لیے عمل کرنے کو اخلاص کہتے ہیں جو بھی نیک کام کرو اسی نیّت سے کرو کہ اس کے متعلق جو مجھے اللہ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرکے محض اللہ کو راضی کرنا مقصود ہے۔ دُنیا کا نفع اور شہرت اور نام و نمود مقصود نہیں ہے۔ آخرت سنور جانے کے لیے عمل کرنا ہے اور یہ جب ہی ہوتا ہے جب نیک عمل کا ثواب مل جانے کا پُورا یقین ہو اور ثواب کو کام کی چیز سمجھا جائے۔

جن کاموں کو لوگ خالص دُنیا کا کام سمجھتے ہیں تلاش کرکے اگر ان میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پہلو نکال لیا جائے تو ان میں بھی ثواب ملے گا اگر کھانا کھانے میں یہ نیت کرے کہ اس سے جو طاقت آئے گی وہ آخرت ہی کے کام میں لگے گی اور پیٹ میں بھوک کا احساس نہ ہوگا تو نماز بھی ٹھیک ہوگی۔ ایسی نیت کرنے سے کھانے میں بھی ثواب مل جائے گا۔ خُوب سمجھ لو۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ گناہ کسی بھی نیت سے جائز نہیں ہو سکتا اور نہ نیکی بن سکتا ہے۔

ایک صاحب کو کمسن لڑکوں سے لگاؤ تھا۔ جہاں لڑکے قرآن مجید پڑھتے ہوتے وہاں جا گھستے تھے جہاں کوئی سُریلی آواز والا حسین لڑکا دیکھا اس سے قرآن سُننے کی درخواست کر دی اور مونڈھا تھپک تھپک کر داد دیتے جاتے، لوگ سمجھتے تھے کہ عاشقِ قرآن ہیں حالانکہ وہ عشق بُتاں اور حُبّ کودکاں میں مبتلا تھے۔

عدم الریاء کے دعوے میں بھی ریاء ہوتا ہے، تنہائی میں بھی عمل کرکے لوگوں سے کہتے ہیں کہ الحمد للہ بڑی پابندی سے اتنے برس سے یہ عمل جاری ہے لوگوں کو دکھانا تھوڑا ہی ہے جو سامنے کیا جائے اور اس کا ڈھنڈورہ پیٹا جائے، دیکھو ریاکاری سے بیزاری ظاہر کرنے میں دوہری ریاکاری کر گئے، ایک تو عمل ظاہر کر دیا کہ اتنے عرصہ سے پابندی کر رہا ہوں، دوسرے یہ فرما دیا کہ میں ریاکار نہیں ہوں میرے اخلاص کے معتقد بن جاؤ۔

مُرید ہونے اور مُرید کرنے میں پُورے اہتمام کے ساتھ اخلاص کا خیال رکھنا لازم ہے شیخ میں بھی اخلاص ہو (طلب جاہ و مال نہ ہو) اور مرید میں بھی اخلاص ہو اللہ کی رضا کے سِوا کچھ اور مقصود نہ ہو، بعض اکابر سے سُنا ہے کہ ایک مُرید پہ شیخ کی خاص توجّہ تھی، لیکن وہ اس میں صلاح و فلاح کے آثار نہیں دیکھتے تھے، ایک دن مُرید سے دریافت کر لیا کہ بھائی تمہارا مقصود کیا ہے ؟ کہنے لگا کہ حضرت سے اللہ کا نام سیکھ کر میں بھی لوگوں کو بتلا دیا کروں گا۔ شیخ نے فرمایا کہ تیرا مقصود اللہ کی رضا نہیں ہے، نفس کے اندر چور ہے سارا مجاہدہ پیر بننے کے لیے ہے اسی لیے میری توجّہ اور تیری محنت رائیگاں ہو رہی ہے معلوم ہُوا کہ شیخ بننے کے لیے محنت و مجاہدہ کرنا بھی اخلاص کے خلاف ہے، اسی کو فرمایا ؎

احمد تو عاشقی بمشیخت ترا چہ کار
دیوانہ باش سِلسلہ شد شد نشد نشد

ایک قصّہ شیخ کے طالبِ دُنیا ہونے کا حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہٗ سے سنا تھا فرمایا

کہ ایک مُرید نے شیخ سے کہا کہ حضرت میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میری اُنگلیوں سے پاخانہ اور آپ کی اُنگلیوں سے شہد نکل رہا ہے۔ یہ سُنتے ہی شیخ نے فرمایا کہ اب ہم ہیں بھی ایسے! یعنی ہم اس لائق ہیں کہ اُنگلیوں سے شہد نکلے، مُرید نے کہا حضرت ابھی خواب باقی ہے اور وہ یہ کہ میں آپ کی اُنگلیاں چوس رہا ہوں اور آپ میری اُنگلیاں چُوس رہے ہیں! اَب تو شیخ کے ہوش اُڑ گئے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ اگر شیخ طالبِ دنیا ہو تو مریدوں سے اُسے مالی نفع ہوتا رہے گا، لیکن ارشاد و تلقین کے ثواب سے محروم رہے گا اور مُرید اگر مخلص ہے اور غلطی سے کسی دُنیا دار کا مُرید ہوگیا ہے اور شیخ کی تعلیم صحیح ہے تو مُرید کو اپنے اخلاص کی وجہ سے نفع ہوتا رہے گا۔

جو لوگ شہرت کے طالب ہوتے ہیں اگر اُن کی شہرت ہو بھی جائے تو اچھائی کے ساتھ نہیں ہوتی ایسے شخص کو لوگ بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ارے میاں وہ تو ریا کار ہے۔ بُرائی کے ساتھ مشہور ہونا بھی کوئی مطلوب شیئے ہے؟

بہت سی مرتبہ انسان ایسے انداز سے بات کہہ جاتا ہے کہ نفس کی گہرائیوں میں ریا کاری ہوتی ہے اور بظاہر تحدیث بالنعمۃ کا عنوان ہوتا ہے بعض مرتبہ انسان اپنے بارے میں تواضع کے کلمات کہتا ہے، لیکن اندر سے یہ جذبہ ہوتا ہے کہ سامعین میں سے کوئی شخص پلٹ کر یُوں کہے کہ ارے حضرت آپ تو ایسے ہیں ویسے ہیں بڑے باکمال ہیں۔ نفس کے مکائد جلدی سے سمجھ میں نہیں آتے۔

اسی اخلاص کی تنبیہ کے لیے قرآن حدیث میں جگہ جگہ فضائل اعمال کے ساتھ ساتھ کہیں لِلّٰہِ کہیں فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کہیں اِبْتِغَاءَ مَرْضَاۃِ اللّٰہ اور کہیں یُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہ کہیں لِوَجْہِ اللّٰہ کہیں اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا فرمایا ہے یہ الفاظ و کلمات بار بار آئے ہیں۔

جو حضرات کوئی دینی کام کرتے ہیں اُنہیں بار بار اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیے اس پر غرور نہ ہو کہ میری محنت و مجاہدہ اور میری تالیف و تصنیف سے علم و عمل پھیل رہا ہے، لہٰذا میں بہت بڑے ثواب کا مستحق ہوں اللہ کی رضا مقصود ہوگی تب ہی ثواب ملے گا۔ محنت کے اچھے اثرات ظاہر ہونا اور دین کا کام ہوجانا مخلص ہونے کی دلیل نہیں۔ اخلاص کے لیے اپنے باطن کا رُخ صحیح رکھنا پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ [1]

---

[1] اخرجہ البخاری عن ابی ہریرۃؓ فی کتاب الجھاد (باب ان اللّٰہ یؤید الدین بالرجل الفاجر)

(بلا شبہہ اللہ اس دین کی تائید میں فاجر آدمی کو بھی استعمال فرمالے گا)
دیکھو دین کی تائید بھی ہوگئی لیکن تائید کے کام میں استعمال ہونے والا فاجر ہی رہا۔
جو عمل اخلاص کے ساتھ ہو وہی مقبول ہے زیادہ عمل کرنے کے بجائے اخلاص کی فکر زیادہ کرنی چاہیے
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنے لگے تو اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا:

أَخلِص دِينَكَ يَكفِكَ العَمَلُ القَلِيلُ [۱]

(تو اپنے دین میں اخلاص رکھ تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آپس میں مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھے وہ چیز نہ بتا دوں جو تمہیں مسیح دجّال سے بھی زیادہ بڑھ کر ضرر پہنچانے والی ہے؟ ہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ شرک خفی ہے۔
(اس طرح سے کہ) ایک شخص نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، پھر اپنی نماز کو اس لیے لمبی کر دیتا ہے کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے [۲] (اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو مختصر سی نماز پڑھ لیتا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایسے موقع پر اچھی نماز پڑھی جسے لوگ دیکھ رہے ہوں اور تنہائی میں بُری طرح نماز پڑھی تو یہ اس طرح سے اس نے اپنے رَبّ کی بے توقیری کی [۳] یہاں پہنچ کر ایک قصّہ یاد آگیا جسے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے گلستان میں لکھاہے اور وہ یہ کہ ایک صاحب بزرگ بنے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ بادشاہ کے یہاں گئے اپنے لڑکے کو بھی ساتھ لے گئے وہاں نماز لمبی پڑھی اور کھانا کم کھایا جب گھر آئے تو اہلِ خانہ سے کھانا طلب کیا اُن کے لڑکے نے کہا ابّا جی نماز بھی دوبارہ پڑھیے وہاں جو آپ نے کھانے میں کمی کی یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لیے نہ تھا، اور نماز جو لمبی پڑھی تھی، یہ عمل بھی اللہ تعالیٰ کے لیے نہ تھا۔ جب کھانا دوبارہ کھا رہے ہیں تو نماز بھی

---

[۱] الترغیب صـ ۵۴ ج ۱ [۲] مشکوٰۃ المصابیح صـ ۴۵۶ ج ۲ از ابن ماجہ
[۳] الترغیب صـ ۶۷ ج ۱

دوبارہ پڑھیے۔

تفسیر رُوح المعانی میں اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ کی تفسیر کرتے ہُوئے حضرت سفیان بن عینیہؒ سے نقل کیا ہے کہ اِنَّ الْعَدْلَ اِسْتَوَاءُ السَّرِیْرَۃِ وَالْعَلَانِیَّۃِ فِی الْعَمَلِ۔

یعنی عمل میں یکسانیت ہونے کا نام عدل ہے تنہائی میں ہو یا سب کے سامنے ہو۔

بعض کپڑا بیچنے والے جب گاہک کے سامنے تھان کھولتے ہیں تو زور سے درود شریف پڑھتے ہیں ان کا دُرود پڑھنا دُرود کا ثواب لینے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ کپڑے کی خُوبی بتانے کے لیے ہوتا ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ دُرود کو اس لیے پڑھنا کہ مال بِک جائے یہ جائز نہیں اسی کو کسی نے کہا ہے

زینہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند
خدا را بسجودے، نبی را بدرودے

حدیث شریف میں ہے مَنْ اَتَی الْمَسْجِدَ بِشَیْءٍ فَھُوَ حَظُّہٗ[1] (مسجد میں جو شخص جس غرض سے آیا اس کا وہ ہی نصیب ہے) اس میں بتادیا کہ مسجد میں جو شخص جیسی نیت لے کر آئے گا اسی نیت کے مطابق اسے اَجر سے یا وِزر سے حصّہ ملے گا۔ بہت سے لوگ مسجد میں جوتیاں چُرانے کے لیے آتے ہیں اسی کو نظیر اکبر آبادی نے اپنی ایک نظم میں کہا ہے

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں
اور آدمی ہی امام ہے اور آدمی ہی خطبہ خواں
اور آدمی ہی نمازیوں کی چُراتے ہیں جُوتیاں
اور جو اُن کو تاڑے ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایک شخص نے نمازیوں کے جوتے چُرانے کا ایک عجیب طریقہ نکالا، وہ یہ کہ تیتر کا پنجرہ لے کر مسجد میں چلے جاتے تھے۔ اس پنجرہ پر پردہ پڑا رہتا تھا جہاں کوئی اچھا سا جوتہ دیکھا وہیں پنجرہ رکھ دیا اور نماز میں شریک ہوگئے جب سجدہ میں پہنچے تو جوتہ چپکے سے پنجرہ میں رکھ دیا، سر سجدہ میں اور جوتہ پنجرہ میں بہت دن تک گاڑی چلتی رہی جب کثرت سے جوتے چوری ہونے لگے تو لوگوں کو تفتیشِ حال کا فکر ہُوا۔ آخر

بقیہ بر صـ ۳۳

[1] مشکوٰۃ المصابیح صـ ۷۰ ج ۱ از ابوداؤد

مولانا محمد عیسٰی منصوری صاحب (لندن)

روحانیت

مغرب کا سب سے بڑا بحران

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک جسم دوسرے رُوح انسان کے خالق نے اس کی جسمانی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے لیے اس کائنات میں جمادات نباتات حیوانات کی قبیل سے بے شمار چیزیں پیدا کیں اور انسان کے اندر بھوک، پیاس، شہوت، سردی گرمی کا احساس رکھا جو اسے جسمانی ضرورتوں کے لیے کائنات کی مادّی اشیاء سے استفادہ کے لیے متحرک کرتی ہے اس طرح انسان کے خالق نے رُوح کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے انسان کے اندر اس کے وجدان اور تحت شعور میں جسمانی بُھوک پیاس کی طرح ایک روحانی بُھوک پیاس اور احساس رکھا اور اس ضرورت کو پُورا کرنے کے لیے وحی اور انبیاء کا سلسلہ شروع کیا۔ اِس کائنات میں جب انسان کا وجود ہُوا ہے۔ ہر دَور میں اور ہر قطعۂ ارض میں بسنے والے انسان کسی نہ کسی طور پر اپنے جسم کی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اندرُونی احساس و پیاس کے سبب رُوح کی ضرورتوں کو پُورا کرنے کے لیے اس کی طرف متوجہ رہا ہے۔ اندرون کی بے قراری و تشنگی دنیا میں مذہب کے وجود کا حقیقی سبب بنی ہے۔ آج کے ماڈرن اور خدافراموشی و مذہب بیزاری کے دور میں بھی جو لوگ خدا و مذہب کے منکر ہیں انہوں نے خواہ کسی الٰہ (گاڈ)، اوتار مسلح پیغامبر کو نہ مانا ہو اور کسی کی حاکمیتِ مطلقہ اور کسی نظریہ و آئین کے تقدس اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے اپنے آپ کو نہیں روک سکے جس طرح ماضی قریب میں رُوس میں کارل مارکس لینن، اسٹالن کو پیغمبروں کی طرح واجب الاطاعت اور باعظمت تسلیم کر کے اور ان کے احکامات کے آگے بے چون وچراں سر جھکایا اور کمیونزم کے نظریہ و فلسفہ اور ملکی آئین کو کسی مذہب کی مقدس کتاب کی طرح مانا گیا۔ اور اِن دونوں پہ ایمان نہ لانے والوں پر اس طرح عرصۂ حیات تنگ کیا گیا جس

کی مثال دُنیا کے کسی مذہب کے جبری نفاذ میں تلاش کرنی مشکل ہے۔ حتّٰی کہ کمیونزم کے نظریہ اور اُس کے بانی کی عظمت تسلیم کرانے کی کش مکش میں کروڑوں انسانوں کو قتل کرکے کمیونزم کی (بزعمِ باطل) مقدس جنگ لڑی گئی۔ اس لیے کہ کسی برتر ہستی کو تسلیم کرنا اس کی عظمت و کبریائی کے گن گانا اس کے آگے اپنے سرِ نیاز کو عقیدت سے خم کرنا اور اس کی تقدیس۔ عظمت کو دل میں بسانا انسان کی فطرت اور اس کے اندرون کی ایک ایسی پیاس و تقاضا ہے جس سے کسی صورت مفر نہیں اگر انسان اپنے حقیقی خالق کی عظمت و برتری کو تسلیم نہیں کرتا تو اسے مظاہر قدرت۔ اپنے لیڈر کا کسی نظریہ یا کم از کم سائنسی و علمی طور پر کائنات میں ایک غیر مرئی قوّت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔ اس کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتا یہ وہ حقیقت ہے جس کا انسان کے علم النفس اور انسانی تاریخ کا مطالعہ رکھنے والا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا انسان کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب کبھی انسان اپنے اندرون کی ضرورت یعنی رُوح اور اُس کے تقاضوں سے صرفِ نظر کرکے محض مادیّت جسمانی تقاضوں پر اپنے تمدّن و معاشرہ کو استوار کرنا چاہا وہ تمدّن و معاشرہ بہت جلد تباہی و بربادی کا شکار ہوکر ختم ہوگیا۔ یا پھر اسے رُوح کے تقاضوں کی طرف لوٹنا پڑا۔ جس طرح جسمانی امراض سے تحفّظ و بچاؤ کا اصل سبب انسان کے جسم میں ایک خاص قوّت (قوّتِ مدافعت) ہے۔ ڈاکٹر اور دوا کا کام محض اِس قوّتِ مدافعت کو تقویّت پہنچانا ہے۔ جب کسی انسان کے جسم میں یہ قوّت مدافعت باقی نہ رہے تو دُنیا کے تمام ڈاکٹر اور دوائیں جواب دے جاتے ہیں اور اُس کی زندگی سے نا اُمّیدی کا اظہار کردیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی معاشرہ کو فساد و ہلاکت سے بچائے گا۔ حقیقی سبب انسان کے اندرون کی قوت مدافعت یعنی روح کی تہذیب اور قوّتِ ضبط ہے اس کے بغیر دُنیا کا کوئی قانون اور اسکے نافذ کرنے والے ادارے انسانی معاشرہ کو تباہ ہونے سے نہیں روک سکتے۔ قانون اور اس کے نافذ کرنے والے ادارے محض اس وقت تک ہی معاشرہ کو بُرائیوں اور فساد سے بچاسکیں گے۔ جب تک انسان کو ایسے مواقع دستیاب نہ ہوں کہ وہ غلط کاری کرکے بھی قانون کی گرفت سے بچ سکے۔ اگر آج لندن، پیرس یا نیویارک میں چند گھنٹوں کے لیے بجلی فیل ہوجائے اور یہاں کے مہذّب انسانوں کو یقین ہوجائے کہ وہ قانون کی گرفت سے بچ سکتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ مغرب کا یہی مہذّب انسان ایک خونخوار اور بدنما بھیڑیا بن جائے گا۔ اربوں کھربوں ڈالر کے ڈاکے چوری لُوٹ مار بے شمار انسانوں کا قتل اور لاکھوں خواتین کی عزّت چند گھنٹوں میں لٹ

جائے گی۔ غرض آج مغرب کے انسان کا مہذّب و شائستہ ہونا اور قانون کی پاسداری کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ واقعۃً مہذّب ہوگیا ہے بلکہ یہ محض گناہ و غلط کاری کے مواقع نہ ملنے کے سبب بلکہ قانون کی گرفت میں آجانے کے اندیشہ کی وجہ سے ہے۔ آج کے دَور میں مغرب کا سب سے بڑا بحران یہی ہے کہ اس نے رُوح اور اُس کے تقاضوں سے صرفِ نظر کرکے محض جسمانی تقاضوں (لذات و شہوات) پر اپنی تہذیب و معاشرہ کو استوار کرنا چاہا ہے. مغرب کا اندرونی فساد جسے ہم نے رُوح و باطن کا فساد کہا ہے یہی وہ بنیادی سبب ہے جو مغربی معاشرہ کو تباہی اور مکمل ہلاکت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ اس کے اندر کی دُنیا اُجڑ چکی ہے۔ سکون و طمانیت قلب عنقا ہوچکا ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے لیے بے پناہ ترقی کے باوجود اس کی پریشانیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ ہزار ہا جتن اور کوششوں کے باوجود دن بدن جرائم اور بُرائیوں میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ مغرب کے ہر ملک کے سرکاری اعداد و شمار سے اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے یہاں کے دانشور، مفکّرین اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی بے بسی کا اظہار کرچکے ہیں۔ یہاں کے اہلِ نظر مغربی سولائیزیشن کو تباہی کے گڑھے کی طرف بڑھتا دیکھ کر چیخ اُٹھے ہیں مگر اُنھیں اس کا کوئی حل نظر نہیں آرہا۔ ہمارے نزدیک مغربی سوسائٹی کی تباہی کا واحد حل و مداوا صرف روحانیت اور سچّی روحانیت ہے اس کے بغیر نہ انسان کی اندرونی تشنگی و بے چینی ختم ہوسکتی ہے اور نہ ہی معاشرے کو تباہ ہونے سے روکا جاسکتا ہے. مغرب کے ایک طبقہ کو روحانیت کے کھوجانے اور معاشرہ کے روحانیت سے خالی رہ جانے کا اتنا شدید احساس ہے اور اس کی روحانی پیاس کا یہ عالم ہے کہ وہ روحانیت کی کسی دعوت کے سامنے آنے پر بے اختیار اس طرف دوڑ پڑتا ہے۔ وہ اتنی عجلت میں ہے کہ اس بات کی تحقیق کرنے کی بھی فرصت نہیں پاتا کہ آیا وہ روحانیت جس پر وہ لبّیک کہہ رہا ہے۔ سچّی و اصلی روحانیت ہے یا محض روحانیت کا بھروپ و جعلی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزار ہا یورپین نوجوان روحانیت کی تلاش میں بھارت جاکر سادھوؤں کے آشرموں میں بھٹک رہا ہے۔ جہاں ان بیچاروں کو روحانیت کے نام پر یوگا کی مشقیں ویدانیت کے لایعنی فلسفے اور سفلی جذبات کو وقتی طور پر تسکین دینے والے جنس و شہوت کے مظاہر ہی ملتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ۹۹ فیصد مایوس ہوکر اس جعلی روحانیت کے گورکھ دھندے سے بیزار ہوکر واپس لوٹ آتے ہیں دوسری طرف یہاں مغرب میں انسان کی اس فطری ضرورت

(روحانیت کے خلاء) کو پُر کرنے کے لیے روحانیت کے نام پر بہت سے بازی گر جلوہ گر ہو چکے ہیں، چنانچہ ہم آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ کبھی روحانیت کے عنوان سے رُوحوں سے بات کرنے کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے اور ابراہام لنکن برنارڈ شاہ، مسٹر گاندھی، چرچل کینیڈی کی رُوحوں سے بات چیت کرنے کا تماشا کیا جاتا ہے۔ کہیں اس قسم کے اور مضحکہ خیز تماشے رچائے جاتے ہیں۔ غرض بیسویں صدی میں مغرب نے روحانیت کے لفظ کو جدید معنیٰ پہنا دیئے۔ رُوحوں سے باتیں کرنا، مستقبل کا حال بیان کرنا۔ اور اسی قبیل کی دوسری چند چیزیں۔ یہ حرکتیں یُوں تو ہر دَور میں اور ہر قوم میں جاری رہیں، لیکن اسے کبھی اتنی وقعت نہیں دی گئی۔ مگر انیسویں صدی میں یورپ میں روحانیت و مذہب کا جو خلاء واقع ہوا ہے اسے جعلی روحانیت سے پُر کرنے کی کوشش کی گئی اور یورپ کے لوگوں کی بڑی تعداد اس گورکھ دھندے کو اصلی روحانیت اور مذہب کا ماحصل سمجھنے لگی۔ بیسویں صدی میں یہ رجحانات اس قدر پھیلے کہ ان کی وسعت وطاقت کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ پھر بعض سائنس دانوں نے ماورائے ادراک EXTRASENSORY PERLEPTON پر تجربے کر کے ان حرکتوں کو سائنسی حیثیت سے بھی وقعت دے دی۔ اس طرح مغرب کی روحانیت و مذہب سے فرار کی کوشش بدترین قسم کی ضعیف الاعتقادی پر منتج ہوئی۔

گزشتہ سال نوٹنگھم سٹی میں ایک پادری سے ملاقات کے دوران جب ان سے سوال کیا گیا کہ یورپ میں مذہب کو زندگی کے اجتماعی شعبوں سے بے دخل کرنے کے معاشرہ پر کیا اثرات پڑے تو اُنھوں نے کہا کہ مذہب کو زندگی کے اجتماعی معاملات سے بے دخل کرنے کے ہماری سوسائٹی پر انتہائی بھیانک اثرات مرتّب ہوئے۔ ہمارا معاشرتی نظام تباہ ہو گیا۔ ہماری تہذیبی قدریں ختم ہو گئیں۔ ہمارا خاندانی استحکام ٹُوٹ پھُوٹ کر بکھر گیا ہماری نئی نسل جنس (سیکس) اور منشیات کا شکار ہو گئی۔ زندگی کا کوئی ارفع مقصد نہیں رہا۔ ہم بے رُوح لاشے کی طرح اپنی سوسائٹی کا حصّہ بن کر رہ گئے۔ جب ہم نے ان سے اگلا سوال کیا کہ آپ کے نزدیک اس کا حل کیا ہے تو بے ساختہ اُن کی زبان سے نکلا کہ ہمارے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کا حل سچّی روحانیت ہے جو ہم عرصہ سے کھو چکے ہیں۔

اس کے حل کے لیے ہم آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی آنکھوں میں روحانیت کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس وقت مغرب کو تباہی سے صرف سچّی روحانیت ہی بچا سکتی ہے۔ جس طرح رات کے

گھپ اندھیرے میں ٹمٹماتا ہوا دیا بھی روشنی دیتا ہے۔ چھوٹے سے جگنو کی روشنی بھی محسوس کی جاتی ہے۔ اس طرح مغرب کا حساس اور سلیم الطبع طبقہ روحانی خلا کو شدّت سے محسوس کر رہا ہے اور اسے اور اُسے رُوحانیت کی کچھ جھلک مُسلمانوں میں نظر آتی ہے وہ اپنے معاشرے کو تباہی سے بچانے کے لیے فکرمند ہے۔ تعاون و دستگیری کے لیے اس کی نظریں مُسلمانوں کی طرف اُٹھ رہی ہیں۔ اب مغرب کے دانشوروں اور مذہبی لوگوں کا معتد بہ طبقہ جو اہلِ مغرب کی مذہب سے دُوری اور نئی نسل کی بے راہ روی ملول اور رنجیدہ ہے۔ وہ ان آفات سے نجات کے لیے اُمّید بھری نظروں سے اسلام اور مُسلمانوں کی طرف دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ یونیورسٹی آف شی گان کے ڈاکٹر سلیون اِن امور کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ لوئس کنڈٹی **LOUISCANTORI** اور انٹونی کیلو **ANTONY** ——— کا خیال تھا کہ مغرب کے روایت پسند اور تہذیبی طور پر قدامت پسندوں کے خیالات بہت حد تک اس فکر کے موافق ہیں جسے تصوّر احیائے اسلام کہتے ہیں۔ ان کا اصرار تھا کہ یہ قدامت پسندی یورپ و امریکہ کے قدامت پسندوں (اہل مذہب) کو یہ راہ دکھاتی ہے کہ وہ ان نقصانات کی تلافی کیلئے اسلام کے ساتھ مل کر جدوجہد کریں جو سابقہ جدیدیّت کی وجہ سے انسانیت کو اُٹھانا پڑے۔ کنڑٹی نے ان امراض کا بطورِ خاص ذکر کیا جن میں جدید دَور نے مشرق و مغرب کو مبتلا کر دیا ہے۔ اُنھوں نے اس ضمن میں عقیدے، خاندان اور معاشرے کے انتشار کو بطورِ مثال پیش کیا ہے۔ کنڑٹی اور سیلون نے آزاد ترقی کے تصور کے اس ایجنڈے کی پُرزور مذمّت کی جو عالم اسلام پر زبردستی مسلّط کیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ مغربی قدامت پسندوں اور اِسلام کو مشترکہ مقاصد اور مشترکہ فرہنگ ——— پر متفق ہونا چاہیے۔ ایک بار بی بی سی لندن کے ڈائریکٹر جنرل جان بیرٹ کے نومسلم صاحبزادے یحییٰ نے بڑے پتے کی بات کی۔ اُنھوں نے کہا۔ آپ مغرب کے نجی سسٹم اور نظام (سیاست) کے حوالے سے گفتگو نہ کریں۔ اس لیے کہ مغرب کا سسٹم و نظام بہرطور مسلم ممالک سے کہیں بہتر ہے۔ ہاں جب دُنیا میں کہیں صحیح اسلامی خلافت قائم ہوجائے۔ اس وقت سسٹم کے حوالے سے بات کیجیے۔ آپ کو یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ خلاء کونسا ہے۔ جس کے ذریعے سے آپ اہل مغرب کے دلوں تک پہنچ سکتے ہیں اور اُنھیں متأثر کر سکتے ہیں۔

ایک مفکّر نے بالکل صحیح کہا ہے۔

قبولیتِ اسلام کا تعلّق دل سے ہے دماغ سے نہیں دُنیا میں آج تک جتنے لوگ مُسلمان ہُوئے اگراُن کے اِسلام لانے کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اُن کا مُسلمان ہونا اس بنا پر ہُوا کہ دل کو اسلام کی کسی چیز نے کھینچ لیا۔ ان کے دِل کو اسلام کی کوئی ادا بھا گئی۔

اسلام کا کوئی پہلو دل میں کھُب گیا جس نے اُن کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ ایسا بہت کم ہُوا ہے کہ کوئی شخص دماغ کی راہ سے اسلام تک پہنچا ہو۔ یعنی عقلی دلائل سے مغلوب ہوکر۔ یا بحث میں لاجواب ہوکر مسلمان ہُوا ہو۔

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ دورِ صحابہ کے بعد دُنیا میں زیادہ تر اشاعتِ اسلام ان پاک نفس لوگوں ہی کے ہاتھوں ہُوئی جنھوں نے اپنی روحانی طاقت سے بندگانِ خدا کے درد کا درمان کیا۔ اور اُن کے زخمی دلوں پر غم خواری و شفقت کا مرہم رکھا جنھیں عرفِ عام میں صوفیائے کرام یا اولیائے کرام کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات ہمیشہ جاہ واقتدار کے چکروں سے بے نیاز دُنیا کی لذّات سے دست کش زُہد و قناعت توکل و ایثار کی دولت سے مالا مال رہے۔ انھوں نے کبھی وقت کے ذی اقتدار اشخاص اور سلاطین کا قرب حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کے آستانوں پر لوگ اپنے غموں اور تکالیف کا مداوا ڈھونڈنے آتے اور سکون قلب کی دولت پاتے۔ یہ آنے والوں کی دل جوئی کرتے ان کا اپنے خالق سے رشتہ استوار کرکے انھیں روحانی کیفیات و لذّت سے روشناس کراتے اور ابدی زندگی کی فلاح کی طرف متوجّہ فرماتے۔ خود یورپ میں بڑے بڑے فلاسفر و مفکرین چوٹی کے صاحبِ کمال اور دانشور انہی روحانی بزرگوں کی تصانیف سے متأثر ہوکر مسلمان ہوئے۔ معروف محقق و اسکالر ڈاکٹر حمید اللہ (مقیم پیرس)، جنھوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ یورپ میں گزارا آپ مغرب کے مزاج و نفسیات سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ نے ایک نہایت بلیغ بات فرمائی ہے لکھتے ہیں "یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اگیل نامی فن لینڈ کا ایک شخص سویڈن میں قیام کرتا ہے اور بظاہر کسی مسلمان سے ملے بغیر اپنے ذاتی مطالعے کی بُنیاد پر اسلام قبول کرتا ہے۔ فرانسیسی نشاد رینے گینوں نے اسلام انہی کے ہاتھ پر قبول کیا۔ گینوں کے معتقد فرانس سوئٹزرلینڈ میں خانقاہیں چلا رہے ہیں انھوں نے اسلامی تصوّف کے ذریعہ سینکڑوں لوگوں کو مُسلمان کرلیا۔ سچی بات ہے کہ جدید مغربی آدمی کے حواسوں پر کوئی فخر الدین رازی نہیں چھا سکتا۔ اس کے لیے کوئی محی الدین عربی چاہیے۔ یہ

کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے اگر جاہل ہلاکو نے اسلامی دُنیا کو ختم کر دیا۔ علوم و فنون کے مرکز بغداد کو تباہ کر دیا، لیکن مٹھی بھر روحانی درویشوں نے اس کے پوتے غزل خان کو مسحور کر کے مسلمان کر لیا اور اسلامی دُنیا کو فتح و برباد کرنے والوں کو اسلام کا غلام و علمبردار بنا لیا۔

فرانس کے معروف فلسفی، مفکّر رینے گینون (شیخ عبدالواحد یحییٰ) نے جس سطح کے لوگوں کو مُسلمان کیا اور مغرب کی فکری تاریخ پر اس کے جو اثرات پڑے اس پر دُنیا کے تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد ممتاز علماء و اسکالرز نے تفصیلی کتابیں تصنیف کیں ہیں۔ موجودہ دَور میں کیتھولک چرچ کے خلاف دُنیا کی سب سے بڑی تحقیقی کتاب بھی گینوں کے خیالات سے متاثّر ہو کر اسلام قبول کرنے والے ایک شخص (رام سوامی) ہی نے لکھی ہے۔ محققین کے نزدیک گزشتہ چھ سو سال میں گینوں سے بڑا فلسفی و مفکّر پیدا نہیں ہُوا۔ اس کا تحقیقی کام تقریباً ۳۵ جلدوں میں موجود ہے۔ کاش کہ مغرب میں دعوتِ اسلام کا جذبہ رکھنے والے اس سے فائدہ اُٹھا سکیں"۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مغرب کے حواس (ذہن و فکر) پر کوئی فخرالدین رازی نہیں چھا سکتا۔ اس کے لیے کوئی محی الدّین عربی چاہیے۔ اس کا مطلب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں امام فخرالدین رازی عقل و دماغ کے نمائندے۔ اور ابن عربی عشق و دِل یعنی روحانیت و تصوّف کے نمائندے ہیں۔ نیز دوسرا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مغرب کے ذہن و فکر پر یُونانی فلسفہ نے گہرا اثر ڈالا۔ اب بھی مغرب کے ذہن و فکر پر یونانی فلسفہ کے اثرات موجود ہیں۔ شیخ ابن عربی وہ شخص ہیں جنھوں نے روحانیت و تصوف کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا۔ اس لیے مغرب کی ذہنیّت کے اعتبار سے ابن عربی کے طرز پر پیش کی جانے والی اسلام کی تعبیر و دعوت کی قبولیّت کی جلد توقع کی جا سکتی ہے۔ صورتِ واقعہ بھی اس کی شہادت دیتی ہے۔ مغرب کی یونیورسٹیوں میں ابن عربی پر جتنا کام ہُوا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے شاید ہی کسی اور اسلامی شخصیت پر ہُوا ہو۔ دعوت کی حکمت میں ایک داعی کے لیے مدعو مزاج و نفسیات کی رعایت اتنی ضروری ہے کہ خود حق تعالیٰ نے نبیوں کو معجزے عطا فرمانے میں زمانے کے لوگوں کے مزاج و نفسیات کی رعایت فرمائی ہے جس دَور میں سحر و جادُو کا زور تھا حضرت موسیٰؑ کو اس کی مناسبت سے معجزے عطا کیے اور جب میڈیکل و طب کا غلبہ ہُوا تو حضرت عیسیٰؑ کو اس کے اعتبار سے معجزے دیے اور جب فصاحت و بلاغت کا دَور آیا تو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قرآنِ کریم کا معجزہ عطا

فرمایا جو فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے تجزیہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مسلمان جس راہ سے مغرب کے دلوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں وہ روحانیت و ربانیت کا پُرحکمت طرزِ عمل ہے یہ فطری بات ہے معاشرہ میں مادیّت و نفس پرستی کا جس قدر غلبہ ہوگا۔ اُسی قدر روحانیت و ربانیّت مؤثّر ہوگی۔ بدقسمتی سے اس وقت اسلام کی دعوت کا سلیقہ رکھنے والوں کے اذہان پر سیاست کا پہلو غالب آگیا ہے اور اسلام کو ایک سسٹم نظام کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام کی تعبیر کا عنوان محض ایک کامل نظامِ ریاست ہے۔ اس فکر نے جو خود موجودہ سیاسی حالات کے ردِّ عمل کا نتیجہ ہے۔ مغرب کے ذہنوں کو اسلام سے الرجک اور انہیں اسلام سے وحشت زدہ کر دیا ہے۔ مغرب میں اسلام کے پیش کرنے میں اس طرزِ عمل و تعبیر کو ملحوظ رکھنا وقت اور مغربی نفسیات کے اعتبار سے انتہائی ضروری ہے۔ یہ طرز و تعبیر ماضی میں بھی مختلف ملکوں اور قوموں میں نسخۂ بے خطا ثابت ہُوا ہے اور اب بھی اس کی کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہیں اَب وقت آگیا ہے کہ مسلمان جن کے پاس خدا تعالیٰ کا آخری پیغام پوری طرح محفوظ ہے اور رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت وحیات اور تعلیمات کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ آگے بڑھ کر مغرب کا ہاتھ تھامیں اور انہیں تباہی سے بچانے کے لیے آگے بڑھیں۔ کیونکہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو رہتی دُنیا تک انسانوں کے جسم و رُوح اور دُنیا و آخرت کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کر سکتا ہے۔

بقیہ: اخلاص کی اہمیّت اور ضرورت

کسی نے تاڑ ہی لیا، اُٹھایا جو کپڑا اُوپر سے پنجرہ کا تو چُرائے ہُوئے جوتے ظاہر ہوگئے اَب تک جنابِ عالی نمازیوں کے بھیس میں چور بنے ہُوئے تھے چوری پکڑی گئی تو پڑا پڑ جوتے پڑنے لگے۔

مسجد میں جانے والوں کی ایک قسم ان لوگوں کی بھی ہے جو بد نظری میں مبتلا رہتے ہیں وہ مسجد میں جاتے ہی اس لیے ہیں کہ وہاں طرح طرح کی حسین و جمیل صُورتیں نظر آئیں گی، شیطان انسان کا بہت بڑا دُشمن ہے اور کُھلا ہُوا دُشمن ہے مسجد میں بھی بدنظری کا گناہ کراتا ہے۔

مرسلہ: ڈاکٹر محمد امجد

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ العزیز

کا ایک مکتوب گرامی

اے برادر! ناجنس اور مخالف کی صحبت سے احتراز کرو۔ بدعتیوں کی مجالست سے دور بھاگو۔ یحییٰ معاذ رازی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ تین آدمیوں کی صحبت سے بچو۔ عالم غافل۔ درویش مداہن[1]۔ جاہل صوفی[2]۔ جو شخص شیخ طریقت کی مسند پر بیٹھتا ہے اور سنّت رسول کا پابند اور زیورِ شرع سے آراستہ نہیں ہے، اُس سے دُور رہو۔ ہرگز ہرگز اُس کے پاس مت جاؤ بلکہ اس شہر میں بھی نہ رہو۔ بہت ممکن ہے کچھ عرصہ بعد رفتہ رفتہ دل میں اس کی جانب میلان پیدا ہو جائے جس سے مذہبی کاروبار میں رخنہ پڑ جائے۔ ایسا شخص پیشوا بننے کا اہل نہیں۔ یہ چھپا ہوا چور ہے۔ یہ شیطان کا ایجنٹ ہے اس سے کتنی ہی کرامتیں کتنے ہی خوارق عادات دیکھو، اور اس کو دُنیا سے کتنا ہی بے تعلق پاؤ، مگر اس سے اور اس کی صحبت سے اتنا دُور بھاگو، جتنا شیر سے۔

سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرّہ العزیز فرماتے ہیں۔

تمام راستے بند ہیں صرف ایک راستہ کھلا ہے وہ اس شخص کے لیے جو سُنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرے۔ نیز فرماتے ہیں۔

جس نے قرآن پاک کو حفظ نہیں کیا۔ احادیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں لکھا پڑھا، اس کی پیروی نہ کی جائے کیونکہ یہ کارخانۂ اسلام کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ کی بنیاد پر قائم ہے۔

نیز ارشاد فرماتے ہیں؛

وہ سردار جو خدا کے مقرب ہیں جو سابق کہلانے کے مستحق ہیں، وہ کتاب و سُنّت کے پابند ہیں۔ یہی لوگ

---

[1] "مداہن" جو خلافِ شرع معاملات میں بے پروائی سے کام لے۔ ان کی تردید نہ کرے۔ [2] عالمگیر کا بھائی دارا شکوہ اس خاندان کا دشمن تھا۔ حضرت خواجہ معصوم کی اس تحریر کو پڑھ کر دارا شکوہ کو پہچان لو تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔ (محمد میاںؒ)

حقیقت میں صُوفی ہیں۔ یہی شریعت و طریقت کے عالم با عمل ہیں۔ یہی انبیاء علیہم السّلام کے وارث ہیں یہی لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال، افعال اور اخلاق کے متّبع ہیں۔ خداوندِ عالم ان حضرات کی برکتیں ہمیں عنایت فرمائے۔

نیز حضرت جنید بغدادی ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص آدابِ نبوی میں سُست اور سُننِ مصطفوی (علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام) کا تارک ہو، ہرگز ہرگز اس کو عارف مت سمجھو۔ ترکِ دنیا، گوشہ نشینی، خلوت گزینی اور اس کے خوارق، عادات کے فریفتہ، اس کے زہد، توکّل اور معارفِ توحید کے شیفتہ مت بنو۔ کیونکہ یہودی، نصرانی، جوگی اور برہمن جیسے فرقِ باطلہ بھی ان اُمور میں شریک ہیں۔

حضرت ابو عمر نجیدؒ کا ارشاد ہے:

جو حالت علمِ صحیح کا نتیجہ نہ ہو، وہ خواہ کتنی ہی عظیم الشّان ہو، مگر وہ خطرناک ہے۔ اُس کے نفع سے نقصان زیادہ ہے۔

آپ سے تصوّف کی حقیقت دریافت کی گئی۔ فرمایا۔ الصبر تحت الامر والنھی۔ یعنی خداوندی احکام کے ماتحت استقلال و صبر۔

اُمور شریعت کا مدار اتّباعِ شریعت پر ہے۔ معاملۂ نجات اتّباع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وابستہ ہے۔ اتّباع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بغیر زہد، توکّل اور تبتّل غیر مقبول ہے ——— اور حضرت رسالت پناہ کے توسل کے بغیر ذکر و شغل، ذوق و شوق، اکارت ہے۔ خوارق و عادات کا تعلّق گرسنگی، تہی شکمی اور اسی قسم کی مشق و ریاضت سے ہے۔ معرفتِ الٰہی سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مُبارک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

آدابِ نبوی (مستحبات) میں سُستی کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ سُنّتوں پر عمل کی توفیق اس کو نہ ہوگی۔ اور جو سُنّتوں سے محروم ہو۔ فرائض سے محرومی اس کی سزا ہوگی۔ اور جو ادائے فرض میں سست ہو لامحالہ معرفتِ الٰہی سے محروم رہے گا۔ یہی نکتہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں:

المعاصی تزید الکفر۔ گناہ کُفر کو بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے بادشاہ وقت نے کہا۔ فلاں صاحب ہوا میں اُڑتے ہیں۔

شیخ : کوّے اور مکھی بھی ہوا میں اُڑتے ہیں۔

سلطان : فلاں شخص ایک لحظہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچ جاتا ہے۔

شیخ : شیطان ایک سانس میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے۔

بہر حال اس قسم کی چیزوں کی کوئی قیمت نہیں، مرد وہ ہے کہ مخلوقِ خدا سے مل جُل کر رہے، خرید و فروخت کرے۔ لوگوں کے مجمع میں شریک ہو۔ بیوی بچّوں کی پرورش کرے اور ان تمام دُنیاوی علائق کے باوجود ایک لمحہ بھی خُدا سے غافل نہ رہے۔

اہلِ اللہ کے مقتداء حضرات رود باری سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مزامیر اور غنا سُنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لیے جائز ہے، کیونکہ میں اس درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ اختلافِ[1] حالات سے میرے اُوپر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

حضرت موصوف نے جواب دیا بیشک وہ ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہے مگر یہ درجہ جہنّم کا ہے۔

ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں بسا اوقات میرے دل میں نکات و لطائف کا تصوّر آتا ہے مگر میں ان کو اسی وقت قبول کرتا ہوں جب دو شاہد اس کی تصدیق کر دیں۔ یعنی کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

حدیث شریف میں ہے۔ اصحابِ بدعت دوزخ کے کتّے ہیں۔ نیز ارشاد ہے، بدعتی کا معبود اور مولا شیطان ہوتا ہے[2]

---

[1] تعجب ہے یہ شخص کس قدر گستاخ ہے۔ کیا اس کا نفسِ امارہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام سے بھی زیادہ مطمئن اور اصلاح پذیر ہو چکا ہے ؟ معاذ اللہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حرام فرمائیں اور یہ شخص اپنے لیے حلال کہے۔ کیا یہ انتہائی گستاخی نہیں ؟

[2] عُلماءِ ہند کا شاندار ماضی ج ۱ ص ۲۶۲ تا ۲۶۵

ڈاکٹر زاہد الحق قریشی صاحب

آپ کی صحّت

اس عنوان کے تحت آپ کو آپ کی صحّت کے متعلق افادہ عام کے لیے مشورے دیے جائیں گے آپ کی بیماری کا علاج ایلوپیتھک، ہومیوپیتھک، آکوپنکچر یا طب جس بھی طریقہ علاج میں مناسب ہوگا۔ اس طریقہ علاج کی روشنی میں مشورہ دیا جائے گا۔ اپنے مسئلے ۵ تاریخ تک بھجوا دیا کریں جواب باری آنے پر دیا جائے گا۔ جلد جواب حاصل کرنے کے لیے یا اگر آپ اپنا مسئلہ نہ شائع کرانا چاہیں تو جوابی لفافہ ارسال کریں۔ اگر ٹسٹ کرائے ہوں تو ان کی رپورٹوں کی فوٹی کاپی بھی ہمراہ بھجوا دیں۔

① گردہ میں پتھری

کبھی کبھی میرے بائیں پہلو میں شدید درد ہوتا تھا۔ الٹرا ساؤنڈ کرنے پر معلوم ہُوا گردے میں پتھری ہے

محمد عبّاس۔ کوٹ ادو۔

آپ چاول، پالک، ٹماٹر اور دُودھ کا پرہیز رکھیں۔ پانی زیادہ استعمال کریں۔

BERBERIS VELG. Q.

دس دس قطرے ایک گلاس پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ پی لیا کریں ایک ماہ بعد دوبارہ الٹرا ساؤنڈ کرا لیں۔

② انتہائی نازک مسئلہ

میری بیٹی کی عمر ۲۰ سال ہے ابھی اُس کی شادی بھی نہیں ہُوئی۔ وہ کالج میں زیرِ تعلیم ہے پہلے تو اسکے سَر میں درد شروع ہُوا جیسے سَر میں کیل چبھو دیا گیا ہو۔ پھر سر سے بال جھڑ کر سفید جلد نکل آئی کافی علاج

کرایا مگر کوئی فرق نہ پڑا۔ اب اُسے شکم میں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی زندہ چیز حرکت کر رہی ہے۔ شکم میں ایسے اُبھار پڑتے محسوس ہوتے ہیں جیسے بچّہ پیٹ میں بازو پھیلا رہا ہو۔ کبھی پیٹ میں جانور چیختے محسوس ہوتے ہیں۔ کبھی اُسے لگتا ہے کہ کوئی اجنبی اُس کے پہلو میں مقیم ہے اور وہ انسانی طاقت سے بالاتر کسی طاقت کے زیرِ اثر ہے۔ اُس کے مختلف ماہر ڈاکٹروں سے علاج کرائے۔ الٹرا ساؤنڈ رپورٹ میں بھی کچھ نہیں آیا اب تک کسی بھی مرض کی تشخیص نہیں ہو سکی۔ ہمارا گھرانا بہت پریشان ہے۔ مختلف عامل حضرات سے بھی رابطہ کیا مگر ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ عمرانہ بی بی۔ گلبہار پشاور شہر۔

عمرانہ بی بی آپ قطعاً پریشان ہوں۔ اللہ آپ کی پریشانی کو حل کریں۔ آمین ثم آمین آپ کی بچّی کو جو مرض ہے وہ اِن ٹسٹ رپورٹوں کے ذریعے تشخیص نہیں ہو سکتا۔ ہر ماہر علم اپنی بساط کے مطابق ہی کوشش کر سکتا ہے۔ یہ مسئلہ اُن کے علم اور تجربہ کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ یہ بھی ذہن سے نکال دیں کہ بچّی پر کسی جن بھوت کا اثر ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے درج ذیل دوا استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔ THUJA 200

پانچ پانچ قطرے صبح دوپہر شام ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر کھانے سے آدھ گھنٹہ قبل لیں

(۳) دانتوں میں کیڑا

میری عمر ۲۵ سال ہے میرے دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے اور ایک ڈاڑھ میں کھوڑ بھی ہے۔ کیا اس کا بھی کچھ علاج ممکن ہے؟ عبدالجبار۔ کوئٹہ

آپ تو نوجوان ہیں۔ لگتا ہے۔ آپ نے دانتوں کی صحت و صفائی کی طرف سے لاپروائی کی ہے۔ آپ نیم یا کیکر کی مسواک کا معمول بنا لیجیے۔ اگر آپ کوئی پلیسٹ بھی استعمال کرنا چاہیں تو ہومیو پیسٹ بھی عام دستیاب ہیں۔ وہ برش کی بجائے مسواک پر لگا کر استعمال کر سکتے ہیں۔ ٹافیاں اور میٹھی گولیاں نہ استعمال کریں۔ اگر اگر یہ کھائی ہوں تو کھا کر مسواک ضرور کریں۔ رات سونے سے قبل اور صبح ناشتے سے قبل دانت اچھی طرح صاف کریں جس ڈاڑھ میں کھوڑ ہو چکا اسے فوراً بھروا لیں۔ اس کے ساتھ درج ذیل دوا استعمال کریں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

KREOSO TUM. 200

پانچ پانچ قطرے صبح دوپہر شام ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر کھانے سے آدھ گھنٹہ قبل لیں۔

④ تھکاوٹ اور کمزوری

میری عمر ۵۰ سال ہے میں کچھ عرصہ سے جسمانی کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ تھکاوٹ بھی جلد ہو جاتی ہے۔ تمام ٹیسٹ نارمل ہیں۔ کوئی مرض نہیں ہے۔ بشریٰ۔ کوٹری

آپ روزانہ رات سونے سے قبل تسبیحاتِ فاطمہؓ کا معمول بنا لیں۔ یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے والے کی دن بھر کی تھکن دُور ہو جاتی ہے۔ صُبح وہ تر وتازہ اُٹھتا ہے۔

THARAGRAN M

ایک گولی روزانہ دُودھ کے ساتھ کھائیں۔ دس یوم لگا تار کھانے کے بعد ہفتہ میں صرف دو دن کھا لیا کریں۔

⑤ پُرانے کمر درد کو آرام آگیا

ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے آمین ثم آمین۔ میں نے اپنے کمر کے درد کے لیے بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کرایا، مگر کچھ افاقہ نہ ہوا تھا۔ آپ کے تجویز کردہ سے صرف ۱۵ یوم میں ہی آرام آگیا ہے۔ کیا اس نسخہ کو جاری رکھوں ؟ ویسے اب بالکل تکلیف نہیں ہے۔ ہمارا تمام گھرانا دعاگو ہے۔ ظفر۔ لاہور

ظفر بھائی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ اُس نے آپ کو شفاء کی نعمت سے نوازا اور کچھ صدقہ کا اہتمام بھی کر دیجیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ کو مزید دواء کی ضرورت نہیں ہے۔

⑥ حمید کوثر صاحب کے نسخہ میں مارچ کے شمارہ میں سیم کی پھلیوں کا نام شائع نہ ہو سکا۔ قارئین کرام مارچ کے شمارہ میں درست کر لیں شکریہ

(قسط:۲)

مرزا قادیانی کے دعوے اور ان کی تردید

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد زید مجدہم
مدرّس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے زندہ ہونے اور مصلوب نہ ہونے کے دلائل

پہلی دلیل

قرآن پاک میں ہے۔

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم

(یہود ملعون ہوئے بہ سبب) اُن کے قول کے کہ ہم نے مسیح عیسٰی بن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے قتل کیا حالانکہ نہ اُنھوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ہی اُن کو صلیب پر لٹکایا، لیکن اُن کو اشتباہ ہوگیا۔

آگے فرمایا

وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما

یہود نے یقینی طور پر ان (عیسٰی علیہ السّلام) کو قتل نہیں کیا بلکہ اُن کو اللہ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اُٹھالیا۔

یہ بات مسلّم ہے کہ یہود حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے جانی دُشمن تھے اور اُنھوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی، لیکن اللہ تعالٰی نے اُن کی سازش کو ناکام بنادیا اور وہ نہ ان کو قتل کر سکے اور نہ ہی حضرت عیسٰی

علیہ السّلام کو صلیب پر لٹکا سکے۔

یہ کہنا صحیح نہیں کہ صلیب پر لٹکایا گیا ہو، لیکن قتل نہ کر پائے ہوں، کیونکہ صلیب پر ہی لٹکا کر قتل کیا جاتا . . . تھا جب قرآن نے قتل کی نفی کی تو معلوم ہُوا کہ صلیب پر قتل نہیں کیے گئے اور جب صلیب کی نفی کی تو معلوم ہُوا کہ صلیب پر لٹکائے بھی نہیں گئے۔

اور اگر یہ صُورت بھی ہو کہ قتل کے بعد صلیب پر لٹکاتے تھے تو یہود کا دعویٰ تو یہ تھا کہ اُنھوں نے صلیب پر بھی لٹکایا تھا۔ قرآن پاک نے اس کی نفی کی اور کہا کہ ان کو صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ اَب غور طلب بات یہ ہے کہ پھر یہود نے کس کو صلیب پر لٹکایا؟ اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہود نے شُبہہ اور اشتباہ میں کسی اور کو قتل کیا اور اسی کو صلیب پر لٹکایا۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو وہ قتل بھی نہیں کر سکے۔ اسی کو قرآن نے کہا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم

دوسری دلیل

وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (قربِ قیامت کے زمانہ میں) نہیں کوئی اہلِ کتاب مگر یہ کہ عیسٰی علیہ السّلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "صحیح قول فقط یہی ہے کہ دونوں ضمیریں (یعنی بہٖ اور موتہٖ میں) حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی طرف راجع ہیں"۔

اس قول کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہلِ کتاب (یعنی عیسائی) تو اپنی موت سے پہلے یعنی زندگی میں بھی حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر اس کو ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ ہاں اگر یہ مُراد ہو کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی موت سے پہلے اہل کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے تو اس ذکر میں بلا شبہہ فائدہ ہے کہ ان کی وفات سے پیشتر جب اُن کا آسمان سے نزول ہوگا تو اہلِ کتاب اُن کو دیکھ کر ان کو مانیں گے اور اُن کے بارے میں اپنے عقیدے کی تصحیح کریں گے۔

ان دو آیتوں سے معلوم ہُوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ہی صلب پر لٹکایا گیا بلکہ خود ارادہ بد رکھنے والوں کو اشتباہ میں ڈال دیا گیا اور یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام ابھی زندہ ہیں اور ایک وقت آئے گا کہ لوگوں کے سامنے آئیں گے اور اُس وقت موجود اہل کتاب یعنی عیسائی اُن کو سچّا تسلیم کریں گے۔

اب رہا یہ سوال کہ پھر اس وقت حضرتِ عیسٰی علیہ السّلام کہاں ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔

اذ قال اللّٰہ یعیسٰی انی متوفیک ورافعک الی

جب اللہ نے کہا اے عیسٰی بے شک مَیں آپ کو پُورا لینے والا ہوں اور آپ کو اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔

جب اُوپر کے دلائل سے واضح ہوگیا کہ ابھی تک حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی موت نہیں ہُوئی تو متوفیک اس معنی میں تو نہیں ہو سکتا کہ مَیں آپ کو وفات یعنی موت دینے والا ہوں (یعنی جسم ورُوح سمیت) علاوہ ازیں اگر متوفیک کا مطلب وفات اور موت دینے کے معنی میں لیا جائے تو پھر رافعک الی کا کیا مطلب اور اس کے ذکر کی کیا ضرورت ہُوئی ؟ کیونکہ قدرتی موت ہو یا قتل ہو دونوں صورتوں میں... نیک لوگوں اور خصوصًا انبیاء علیہم السّلام کی ارواح کو بلند مقام دیے ہی جاتے ہیں اور اگر بلند مرتبہ مُراد ہو تو قتل و شہادت کی صُورت میں تو درجہ زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔ پھر قدرتی موت کے ساتھ اسکے ذکر کا کیا فائدہ نیز قرآن پاک میں ایک اور مقام میں متوفی کا فعل توفی واقع ہے، لیکن موت کے معنی میں نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ متوفی کا معنی وفات یعنی موت دینا نہیں ہے ـــــــــــــــــ

فرمایا اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیہ الموت ویرسل الاخری۔ (سورۂ زمر : ۴۲)

ترجمہ: اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو اُن کے مرنے کا اور جو نہیں مرے ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔ پھر جن پر موت ٹھہرادی اُن کو تو رکھ چھوڑتا ہے اور دوسروں کو ایک وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔

دیکھئے توفی کا ترجمہ کھینچ لینا یا لے لینا ہے موت دینا نہیں کیونکہ جن لوگوں کی ابھی موت نہیں آئی نیند میں ان کی ارواح کی توفی کا ذکر ہے۔ اس سے یہ معلوم ہُوا کہ توفی تو ہے، لیکن موت نہیں ہے۔ غرض ثابت ہُوا کہ توفی کا معنی موت دینے کا کرنا صحیح نہیں۔

غرض قرآن پاک نے خُوب وضاحت کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے رُوح وجسم سمیت دُنیا سے اُوپر اُٹھالیا یعنی آسمان پر اُٹھا لیا اور وہ ابھی تک زندہ ہیں اور قیامت سے پیشتر دُنیا میں اُتارے جائیں گے۔

اسی بات پر پُوری اُمّت محمدّیہ کا اجماع ہے۔ تفسیر جامع البیان میں ہے۔

الاجماع علی انہ حیی فی السماء وینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین۔

اس پر اُمّت کا اجماع ہے کہ عیسٰی علیہ السّلام آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور دین کی مدد کریں گے

یہی مضمون قدرے تفصیل سے حدیث میں بھی وارد ہے۔

(۱) امام حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہود سے فرمایا عیسٰی علیہ السّلام ابھی نہیں مرے وہ قیامت کے قریب ضرور لوٹ کر آئیں گے۔

تنبیہ

رہی یہ آیت وما محمّد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (اور نہیں محمد مگر رسول۔ یقیناً ان سے پہلے بھی رسول گزرے)

قد خلت کا یہ ترجمہ کرنا کہ وفات پا گئے غلط ہے بلکہ اس کا اصل ترجمہ ہے گزر گئے یعنی روئے زمین سے گزر گئے اور چلے گئے۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر بھی یہ معنی صادق آتا ہے کیونکہ آپ کو جب آسمان پر اُٹھا لیا گیا تو آپ روئے زمین پر سے گزر گئے اور چلے گئے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول اور اسکے بعد کے واقعات

(۱) عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال ذات غداۃ ..... فبینما ھو کذلک اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھروزتین واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین اذا طاطا راسہ قطر واذا رفعہ تحدر منہ جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الامات ونفسہ ینتھی حیث ینتھی طرفہ فیطلبہ حتی یدرکہ بباب لد فیقتلہ ..... الخ

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دجال کا ذکر کیا..... (اور کہا کہ دجال اس حالت میں ہو گا کہ) اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیجیں گے

تو وہ دمشق کی مشرقی جانب سفید منارہ کے پاس اُتریں گے اس حال میں کہ آپ پر زرد رنگ کا جوڑا ہوگا اور آپ اپنی دونوں ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوں گے جب آپ اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب اپنا سر اُوپر اُٹھائیں گے تو موتی کی طرح چاندی کے ٹکڑے گریں گے (مراد ہے کہ آپ انتہائی حسین ہوں گے)۔ جو کافر بھی آپ کے سانس کی ہوا پائے گا وہ مر جائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا آپ کی حد نگاہ تک پہنچے گی۔ آپ دجال کو تلاش کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ اس کو باب لُد پر پائیں گے اور اس کو قتل کریں گے۔

پھر عیسٰی علیہ السّلام کے پاس کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام ان کے چہرے سے سفر کا غبار جھاڑیں گے اور ان کو جنّت میں ان کے درجوں کی خبر دیں گے۔

ان ہی حالات میں اللہ تعالیٰ عیسٰی علیہ السّلام کو وحی بھیجیں گے کہ میں اپنے ایسے بندوں کو نکالنے لگا ہوں جن سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ لہٰذا آپ میرے بندوں کو کوہ طور پر محفوظ کر لیجیے۔

اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو چھوڑیں گے جو ہر بلند جگہ سے تیزی سے نیچے اُتریں گے ان کے شروع یعنی آگے کے لوگ بحیرہ طبریہ پر سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے یہاں تک کہ جب پیچھے والے وہاں سے گزریں گے تو کہیں گے کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔

اللہ کے نبی عیسٰی علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ (کھانے کی اشیاء کی تنگی کے باعث) آج کے تمہارے نزدیک سو دینار سے ایک بیل کی سری زیادہ قیمتی ہوگی۔ اللہ کے نبی عیسٰی علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی گردنوں میں کیڑا پیدا کر دیں گے جس سے وہ مر جائیں گے۔۔۔ الخ

(۲) امام ابو داؤد اپنی سنن میں اور امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء باپ شریک بھائی ہیں مائیں مختلف ہیں یعنی شریعتیں مختلف ہیں جبکہ دین جو کہ اُصول شریعت ہیں وہ سب کا ایک ہے اور میں عیسٰی علیہ السّلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لیے کہ میرے اور اُن

کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ وہ نازل ہوں گے۔ جب اُن کو دیکھو تو پہچان لینا وہ میانہ قد ہوں گے ــــ ان کا رنگ سُرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا۔ ان پر دو رنگے ہُوئے کپڑے ہونگے سر کی یہ شان ہو گی کہ گویا پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں ہو گی۔ صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اُٹھائیں گے۔ سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب نیست و نابود کر دے گا اور اللہ تعالیٰ اُن کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا . . . . . عیسٰی علیہ السّلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مُسلمان اُن کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور اُن کو دفن کریں گے۔

(۳) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ینزل عیسٰی بن مریم علیہ السّلام فیقول امیرھم المھدی تعال صل لنا (الحدیث)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا عیسٰی علیہ السّلام نازل ہوں گے (یعنی اُتریں گے) تو مسلمانوں کے امیر مہدی اُن سے کہیں گے آئیے ہمیں نماز پڑھائیے (عیسٰی علیہ السّلام فرمائیں گے تمہارا بعض بعض پر امیر ہے یعنی تم میں سے ایک دوسروں پر امیر ہے۔ اس فضیلت کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو عطا فرمائی ہے) (المنار المنیف ۱۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ولادت نہ ہو گی۔ بلکہ وہ تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی پیدا ہو چکے تھے اور آسمان پر اُٹھا لیے گئے تھے۔ امام مہدی علیہ السّلام کے زمانے میں وہ دو فرشتوں کے سہارے دمشق شہر میں ایک منارہ پر اُتریں گے۔ انتہائی حسین ہونگے کوئی کافر اُن کے سانس کی ہَوا کی تاب نہ لا سکے گا اور مر جائے گا۔ وہ دجال کو باب لُدّ پر قتل کریں گے۔ یاجوج و ماجوج اُن کی زندگی میں نکلیں گے اور بڑی تباہی مچائیں گے۔ پھر حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی زندگی ہی میں اُن کی اور اُن کے ساتھیوں کی دُعا پر اللہ تعالٰے یاجوج و ماجوج کو ہلاک کر دیں گے۔ اُن کے زمانے میں بالآخر صرف ایک دین اسلام ہی جا جائے گا۔ باقی تمام ادیان بشمول عیسائیت اور یہودیت کے دُنیا سے ختم ہو جائیں گے۔

مرزا قادیانی میں ان میں سے کوئی بات بھی تو نہیں ملتی۔

امام مہدی علیہ السّلام کا احادیث میں ذکر

۱۔ عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمة ۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا۔　　(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

۲۔ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لولم یبق من الدنیا الا یوم قال زائدة لطول اللہ ذلك الیوم حتی یبعث رجلا منی او من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسوابیہ اسم ابی زاد فی حدیث فطر یملأ الارض قسطا کما ملئت ظلما وجورا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر دُنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردیں گے تاکہ میرے اہلِ بیت سے ایک شخص کو اُٹھائیں جس کا نام میرے نام کے موافق اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی۔　　(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

۳۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھة اقنی الانف یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ویملك سبع سنین

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا۔ (یعنی میری نسل سے ہوگا اس کا چہرہ خُوب نورانی چمک دار اور ناک ستواں وبلند ہوگی۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی اور وہ (کم سے کم) سات سال حکومت کرے گا۔

۴۔ عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی امتی

المھدی ان قصر فسبع والاثمان والافتسع تنعم امتی فیھا نعمۃ لم ینعموا مثلھا یرسل السماء علیھم مدرارا ولا یدخر الارض شیئا من النبات والمال کدوس یقوم الرجل یقول یا مھدی اعطنی فیقول خذہ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ایک مہدی ہوگا۔ اس کی خلافت کی مُدت اگر کم ہُوئی تو سات سال ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری اُمت اُس کے زمانے میں اس قدر خوشحال ہوگی کہ اتنی خوشحال اس سے پہلے نہ ہُوئی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اُگا دے گی ایک شخص کھڑا ہوکر سوال کرے گا تو مہدی کہیں گے۔ (اپنی حسب خواہش خزانہ میں جاکر) خود لے لو۔ (مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷)

۵۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یخرج رجل یقال لہ السفیانی فی عمق دمشق وعامۃ من یتبعہ من کلب فیقتل حتی یبقر بطون النساء ویقتل الصبیان فتجمتمع لھم قیس فیقتلھا حتی لا یمنع ذنب تلعۃ ویخرج رجل من اھل بیتی فی الحرم فیبلغ النسفیانی فیبعث الیہ جندا من جندہ یھزمھم فیسیر الیہ السفیانی بمن معہ حتی اذا صار ببیداء من الارض خسف بھم فلا ینجو منھم الا المخبر عنھم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا دمشق کے اطراف سے ایک شخص سفیانی نام کا خروج کرے گا جس کے عام پیروکار قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے۔ یہ قتل عام کرے گا۔ یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں تک کو قتل کرے گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے قبیلہ قیس کے لوگ جمع ہوں گے۔ سفیانی ان سے بھی جنگ کریگا اور اس کثرت سے لوگوں کو قتل کرے گا کہ مقتولین سے کوئی وادی نہ بچے گی۔ (اسی دوران) میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا حرم میں (مراد امام مہدی ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی تو اپنا ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے بھیجے گا۔ اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو خود سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلے گا یہاں تک کہ جب مقام

بیداء (یعنی مکّہ و مدینہ کے درمیان چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو اُن سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور سوائے ایک خبر دینے والے کے کوئی نہ بچے گا۔ (مستدرک ج ۴ ص ۵۲۰)

حاصل کلام یہ ہے کہ حدیثوں میں امام مہدی علیہ السّلام کا جو ذکر ملتا ہے اس کے مطابق وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہم نام ہوں گے۔ ان کے والد کا نام عبد اللہ ہوگا۔ حضرت فاطمہ رضؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سات سے نو سال تک حکمرانی کریں گے۔ دُشمنوں سے جنگ اور لڑائی کریں گے۔ ان کے زمانے میں سفیانی اور اس کا لشکر مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔ خوشحالی اور عدل و امن کا دور دورہ ہوگا ان کا ظہور حرم میں ہوگا۔

مرزا قادیانی میں ان میں سے کوئی بھی تو بات موجود نہیں۔ حالانکہ ان احادیث کا مصداق امام مہدی تو صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس میں یہ تمام باتیں پائی جاتی ہوں صرف ایک آدھ بھی نہیں۔

○

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بُک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور○ فون 7322408

حاصل مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

قارئین محترم: گزشتہ سے پیوستہ شمارہ میں حضرت علّامہ ابن سیرین اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہا اللہ کے تقوے کے حالات ذکر کیے گئے تھے۔ ذیل کے اوراق میں دیگر بزرگوں کے تقوے کے حالات ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا تقوٰی

امام عالی مقام حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (م ۲۴۱ھ) اپنے زمانہ میں زہد و تقوٰی کے اندر اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ زہد و تقوٰی کی بناء پر خلیفہ کے ہدایا وغیرہ سے نہایت احتیاط برتتے تھے اور خلیفہ کے ہدیوں کو کسی صورت قبول نہیں فرماتے تھے، یہی آپ اپنی اولاد اور متعلقین سے بھی چاہتے تھے۔ آپ کے زہد و تقوٰی کے چند واقعات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

① "ایک دفعہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں اور چچا اسحاق کو خلیفہ کی طرف سے مالی تحائف و ہدایا لینے سے منع کیا، اُنھوں نے اپنی ضرورت و حاجت کا عذر پیش کیا (کہ ہم بامر مجبوری ضرورت کی وجہ سے وظائف و تحائف لیتے ہیں) تو آپ نے ان تینوں سے ایک ماہ کے لیے ان وظائف کے لینے کی وجہ سے بالکل بولنا ترک کر دیا۔"[1]

② ابو عبد اللہ سمسارؒ کہتے ہیں کہ

---

[1] طبقات الحنابلۃ ج ۱ ص ۱۰

"امام احمدؒ کے صاحبزادے عبداللہؒ کی والدہ کا ایک مکان تھا جو "درب" (بغداد میں ایک جگہ کا نام ہے) میں ہمارے پڑوس میں تھا، (عبداللہ کی والدہ کی وفات کے بعد وہ مکان کرایہ پر دے دیا گیا) امام احمدؒ بطورِ میراث اس گھر کے کرایہ میں سے ایک درہم لیتے تھے، ایک مرتبہ اس مکان کی درستگی اور اصلاح کی ضرورت پیش آئی تو امام احمدؒ کے فرزند عبداللہؒ نے اپنے مال میں سے کچھ رقم لگا کر اس مکان کی اصلاح کرادی۔ اس کے بعد امام احمدؒ نے اس مکان کے کرایہ کا وہ ایک درہم بھی لینا چھوڑ دیا، اور فرمایا: میرے بیٹے نے میرا وہ ایک درہم (جو میرے رزق کا ظاہری سبب تھا) فاسد اور خراب کر دیا۔"[1]

(۳) حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی ایک باندی تھی جس کا نام حُسن تھا اس باندی سے حضرت امام احمدؒ کے کئی بچے پیدا ہوئے تھے، امام صاحبؒ کی یہ باندی امام صاحبؒ کا ایک واقعہ ذکر کرتی ہیں کہ

"امام احمدؒ جن دنوں مرضِ وفات کی تکلیف میں بسترِ علالت پر تھے اُن دنوں میں نے اُن کے لیے روٹی پکا کر اُن کی خدمت میں پیش کی۔ امام احمدؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ یہ روٹی تم نے کہاں پکائی ہے؟ میں نے عرض کیا (آپ کے صاحبزادے) عبداللہ کے گھر آگ جل رہی تھی وہیں جا کر روٹی پکالی، امام احمدؒ نے یہ سُن کر فرمایا کہ اس روٹی کو میرے سامنے سے اُٹھالو، آپ نے وہ روٹی تناول نہ فرمائی۔"[2]

وجہ یہ تھی کہ آپ کے صاحبزادے عبداللہؒ خلیفہ کی طرف سے وظائف وغیرہ لے لیتے تھے اور حضرت امام صاحبؒ اُن سے سخت احتراز فرماتے تھے۔

حضرت بشر حافیؒ کی ہمشیرہ کا تقویٰ

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ (م ۲۲۷ھ) کی تین بہنیں تھیں۔ (۱) مُضْغَہ (۲) مُخَّہ (۳) زُبْدَہ یہ

---

[1] طبقات الحنابلۃ ج ۱ ص ۱۰ [2] ایضاً ج ۱ ص ۴۳۰

تینوں بہنیں نہایت ہی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ کُتب تاریخ میں اِن کے تقویٰ و طہارت کے بہت سے حیرت انگیز واقعات درج ہیں۔ عبرت کے لیے ایک دو واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے عبداللہؒ فرماتے ہیں۔

"حضرت بشر حافیؒ کی بہن حضرت مُخّہؒ میرے والد (امام احمدؒ) کے پاس آئیں اور آکر عرض کیا کہ میرا کل سرمایہ دو۲ دانق ہیں جن سے میں روئی خریدتی ہوں اور اُسے کات کر نصف درہم (یعنی تین دانق) کے بدلے بیچتی ہوں، اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (یعنی پورے ہفتہ) اِس ایک دانق کو اپنے کھانے پینے اور دیگر ضروریات میں خرچ کرتی ہوں (کیونکہ تین دانق میں سے دو دانق تو رأس المال تھے جن کے ذریعہ وہ روئی خریدتی تھیں۔ اس لیے پیچھے ایک دانق بچتا تھا جسے وہ ہفتہ بھر خرچ کرتی تھیں) مُخّہؒ نے کہا کہ ایک دفعہ ایسا ہُوا کہ رات کو میں روئی کات رہی تھی تو ابن طاہر جو بغداد کا محافظین کا نگرانِ اعلیٰ تھا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزرا، اس کے پاس قندیل تھی وہ کچھ دیر کے لیے وہاں (میرے گھر کے قریب) کھڑا ہوگیا اور لوگوں سے مصالح اور دیگر اُمور کے بارے میں گفتگو کرنے لگا، میں نے قندیل کو غنیمت جان کر اس کی روشنی میں کچھ روئی کات لی پھر وہ لوگ چلے گئے اور روشنی غائب ہوگئی۔ بعد میں مجھے یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس روشنی میں روئی کاتنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ ضرور مجھ سے سوال کریں گے (کیونکہ یہ قندیل سرکاری تھی اور اس کی روشنی صرف سرکاری کاموں کے لیے تھی) اے امام احمدؒ آپ مجھے اس فکر اور پریشانی سے نجات دلائیں، اور میرے لیے کوئی راستہ نکالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی دنیوی و اخروی پریشانیوں سے نجات نصیب فرمائے۔

امام احمدؒ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم وہ دو۲ دانق (یعنی اپنا رأس المال) اللہ کی راہ میں خرچ کردو اس کے بعد تمہارے پاس رأس المال نہیں رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا کوئی بہتر معاوضہ دے دیں، امام احمدؒ کے صاحبزادے

عبد اللہؒ فرماتے ہیں۔

حضرتِ مُخّہؒ کے جانے کے بعد میں نے والد صاحب سے عرض کیا: اَبّا جان آپ اس عورت کو صرف اُتنی کاتی ہوئی رُوئی خدا کی راہ میں صدقہ کرنے کا حکم فرماتے جتنی اُس نے اُس روشنی میں کاتی تھی تو بہتر ہوتا، (تاکہ اس کا رأس المال اس کے پاس باقی رہتا) امام احمدؒ نے فرمایا: "بیٹا، اس کے سوال میں کسی تاویل کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ (یعنی اس عورت کا سوال ہی اتنی شدید احتیاط اور شدید تقوٰی پہ مبنی تھا کہ اس احتیاط و تقوٰی کے مناسب یہی جواب تھا جو میں نے دیا) پھر آپ نے پوچھا: یہ کون عورت تھی؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت بشر حافیؒ کی بہن مُخّہؒ تھیں، آپ نے فرمایا انھیں یہ تقوٰی اُنھیں کے گھر سے نصیب ہوا ہے"[1]

(۲) امام احمدؒ کے یہی صاحبزادے عبد اللہؒ فرماتے ہیں۔

میں ایک دن اپنے والد (امام احمدؒ) کے پاس گھر میں بیٹھا تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، والد صاحب نے فرمایا دیکھو کون ہے، میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہے، اُس عورت نے کہا کہ اپنے والد صاحب سے کہو کہ میں اُن سے ملنا چاہتی ہوں۔ اندر آنے کی اجازت دی جائے، میرے والد نے اندر آنے کی اجازت دی، چنانچہ وہ اندر آئی (اور میرے والد کے پاس آکر) بیٹھ گئی، پہلے اُس نے سلام کیا پھر یہ مسئلہ دریافت کیا:

اے ابو عبد اللہ: میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں اُون کاتتی ہوں، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے تو میں چاند کی روشنی میں اُون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتا ئیں کہ) کیا مجھ پہ لازم ہے کہ میں دھاگے بیچتے وقت لوگوں کو چاند اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اُون کا فرق بتاؤں؟

امام احمدؒ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اُون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اُون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس

---

[1] طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۳۲۷

فرق کو بیان کرنا تم پر لازم ہے......

عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ یہ فتوای سُن کر وہ عورت چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد والا صاحب نے فرمایا: بیٹا، مَیں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا (شدید احتیاط و تقوای پر مبنی) سوال کرتے ہوئے نہیں سُنا، تم اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو، یہ عورت کس گھر میں داخل ہوتی ہے (تاکہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے) چنانچہ میں اس مقصد کے لیے اُس عورت کے پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر حافیؒ کے گھر میں داخل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ عورت حضرت بشر حافیؒ کی بہن ہے، واپس آکر مَیں نے والد صاحب کو بتلایا تو فرمانے لگے کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر حافیؒ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیز گار ہو"۔[1]

قارئین کرام: آپ نے ماضی بعید کے بزرگوں کے تقوے کے حالات ملاحظہ فرمائے، اب ذرا ماضی قریب کے بزرگوں کے تقوے کی حالت بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

حضرت نانوتویؒ کا تقوای

آپ کے سوانح نگار مولانا محمد مناظر احسن گیلانیؒ (م ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) نقل فرماتے ہیں۔

"(حضرت نانوتویؒ کو) یہاں تک مدرسہ کے مال سے احتیاط تھی کہ اگر کبھی بضرورت مدرسہ کے دوات قلم سے کوئی اپنا خط لکھ لیتے تو فوراً ایک آنہ مدرسہ کے خزانے میں داخل کر دیتے...... فرماتے کہ یہ بیت المال کی دوات ہے ہم کو اس پر تصرف جائز نہیں ہے"۔[2]

مولانا آگے لکھتے ہیں

"آپ کے مزاج میں حرارت بہت تھی اور موسمِ گرما میں سرد مکان بہت مرغوب تھا

---

[1] طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۴۲۸		[2] سوانح قاسمی ج ۱ ص ۵۳

مدرسہ میں ایک سرد خانہ تعمیر ہُوا اور گرمی کی بہت شدّت ، مولوی رفیع الدین (دار العلوم کے مہتمم اوّل) نے عرض کیا کہ سرد خانہ تیار ہے ، وہاں دوپہر کو آرام کیا کیجیے ...... فرمایا ہم کون جو اس میں آرام کریں وہ حق ہے طالب علموں کا اور کبھی آپ نے سرد خانہ میں جاکر استراحت نہ کی اور گرمی کی تکلیفیں سہا کیں"۔[۱]

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا تقوٰی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے خود تو یہ واقعہ نہیں دیکھا، مگر دو واسطوں سے سُنا ہے کہ حضرت اقدس سہارنپوریؒ کی خدمت میں ایک صاحب عزیزوں میں سے جو بڑے رتبہ کے آدمیوں میں سے تھے ملاقات کے لیے تشریف لائے ، حضرت سبق پڑھا رہے تھے اختتامِ سبق تک تو حضرت نے توجہ بھی نہ فرمائی۔ ختمِ سبق کے بعد حضرت اُن کے پاس تشریف لائے اُنھوں نے اصرار کیا کہ حضرت اسی جگہ تشریف رکھیں، حضرت نے ارشاد فرمایا : "مدرسہ نے یہ قالین اسباق پڑھانے کے لیے دیا ہے - ذاتی استعمال کے لیے نہیں" اس لیے اس قالین سے علیحدہ بیٹھ گئے البتہ یہ واقعہ میرا ہمیشہ کا دیکھا ہُوا ہے کہ مدرسہ قدیم (دفتر مدرسہ) میں حضرت کی ہمیشہ ۲ چارپائی رہتی تھیں۔ انھیں پر حضرت آرام فرماتے تھے ان ہی پر بیٹھتے تھے ، مدرسہ کی اشیاء کو استعمال کرتے ہُوئے میں نے نہیں دیکھا" [۲]

حضرت تھانویؒ کا تقوٰی

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"ایک مرتبہ میں سہارنپور سے کانپور کو جاتا تھا میرے ساتھ کچھ پونڈے (گنّے) بھی تھے ، میں نے وزن کرانا چاہا ، جو لوگ رُخصت کرنے آئے تھے اُنھوں نے تُلوائی کی

---

[۱] سوانح قاسمی ج ۱ ص ۵۳۶ [۲] آپ بیتی ج ۱ ص ۲۹

مخالفت کی ہی مگر خود اسٹیشن والوں نے بھی کہا کہ آپ لے جائیں ہم گارڈ سے کہہ دیں گے کوئی مزاحمت نہ کرے گا۔ مَیں نے پوچھا یہ گارڈ کہاں تک جائے گا ؟ جواب ملا کہ غازی آباد تک، مَیں نے کہا آگے کیا ہوگا ؟ جواب ملا کہ وہ گارڈ دوسرے گارڈ سے کہہ دے گا۔ مَیں نے کہا آگے کیا ہوگا ؟ جواب ملا، پھر وہ کانپور تک برابر رہے گا اور کانپور آجائے گا۔ مَیں نے کہا آگے کیا ہوگا ؟ جواب ملا، بس آگے تو کانپور آجائے گا اور سفر ختم ہوجائے گا۔ مَیں نے کہا نہیں اس سے آگے آخرت ہوگی۔ وہاں کون سے گارڈ مزاحمت سے بچائیں گے۔ سب چُپ ہوگئے اور محصول لیا گیا۔" [1]

حضرت مدنی رح کا تقویٰ

مولانا ابوالحسن بارہ بنکوی رح رقمطراز ہیں

"حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے ہوئے تھے اور دفتر جمعیت علماء ہند میں قیام فرما تھے، نماز عصر کا وقت آیا تو خدّام نے جماعت کی غرض سے چٹائیاں بچھا دیں، حضرت نماز کے لیے جب کمرے سے باہر تشریف اور نئی چٹائیوں پر نظر پڑی تو مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی طرف مخاطب ہوکر پُرمسرّت لہجہ میں فرمایا کہ ناظم اعلیٰ صاحب نے بہت اچھا انتظام فرمایا ہے، حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ: یہ ناظم اعلیٰ صاحب کا انتظام نہیں بلکہ آپ کے خادم چودھری عبدالرحمٰن کی عقیدت ہے جو کہ چٹائیاں فروخت کرتے ہیں انھوں نے ہی اس وقت (فروخت کی) چٹائیاں بچھادی ہیں، حضرت نے جونہی یہ بات سُنی آپ کے چہرے کا رنگ فوراً بدل گیا اور اپنی جگہ سے ہٹ گئے فرمایا: ان چٹائیوں کو اُٹھا دو۔ خدّام نے عرض کیا کہ عبدالرحمٰن نے اپنی خوشی سے بچھائی ہیں، فرمایا: نہیں وہ ان کو غیر مستعمل اور نئی بتا کر فروخت کریگا، حالانکہ استعمال میں آچکی ہوں گی، لہٰذا یہ کبھی درست ہوگا، چنانچہ چٹائیاں اُٹھا دی گئیں، اور دفتر کی چٹائیوں پر نماز ادا کی گئی۔" [2]

---

[1] ضرورۃ العلماء صلا　　[2] شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص۷۸

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب: فیوضاتِ درخواستی مع مجربات درخواستی

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی

ترتیب : مولانا حماد اللہ درخواستی

صفحات: ۲۶۰

ناشر : جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور ضلع رحیم یار خان

قیمت : ۷۰/-

زیرِ تبصرہ کتاب "فیوضاتِ درخواستی" حضرت درخواستی رحمۃ اللہ کے نواسے حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم کے افادات ہیں جنھیں مولانا حماد اللہ درخواستی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ ان افادات میں تصوّف و سلوک، اذکار و اوراد، عملیات و تعویذات سے متعلّق نہایت قیمتی چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔

مرتّب موصوف نے کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے، پہلے باب میں تصوّف کی تعریف موضوع غرض و غایت، تصوّف کی ضرورت،، تصوّف کی حقیقت وغیرہ اُمور ذکر کیے گئے ہیں، دوسرے باب میں سلسلہ قادریہ کے اسباق۔ اذکار اور مراقبات وغیرہ کا تذکرہ ہے، تیسرے باب میں خاص اوقات میں پڑھی جانے والی مسنون دُعاؤں کا ذکر ہے۔ چوتھے باب میں وظائف و عملیات کا تذکرہ ہے کتاب کے شروع میں متعدّد علماء و مشائخ کی تقریظات درج کی گئی ہیں۔ مجموعی طور پہ یہ کتاب سلوک و احسان سے متعلّق افراد کے لیے بہت مفید و کار آمد چیز ہے، حسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی آراستہ ہے۔ قیمت بھی ــــ مناسب ہے۔

نام کتاب : دروسِ درخواستی
افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی
ترتیب : مولانا حماداللہ درخواستی
صفحات : ۱۵۲
ناشر : جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان
قیمت : ۵۰/

پیش نظر کتاب "دروسِ درخواستی" سورۂ فاتحہ سے متعلق چالیس درسوں پر مشتمل ہے۔ یہ تمام درس حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے ہیں جو آپ نے سورۂ فاتحہ سے متعلق مختلف عنوانات سے دیئے ہیں ان درسوں میں حضرت مولانا نے نہایت قیمتی باتیں بیان فرمائی ہیں مرتب موصوف نے درسوں کی ترتیب کے ساتھ مزید کام یہ بھی کیا ہے کہ جو احادیث مبارکہ درسوں میں آئی ہیں اُن کا حوالہ دے دیا ہے جس سے ان دروس کی افادیت بڑھ گئی ہے پہلے یہ کتاب ۱۹۸۹ء میں طبع ہوئی تھی۔ اب نو سال بعد دوبارہ طبع ہوئی ہے۔ کتابت وطباعت عمدہ ہے، قیمت بہت مناسب ہے قارئین ان دروس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

○

نام کتاب : خطبات مسیح الاُمت (۳ جلد)
افادات : مسیح الاُمت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب
صفحات : ۷۱۴
سائز : ۳۶×۲۳/۱۶
ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
قیمت :

پیشِ نظر کتاب "خطبات مسیح الاُمت" میں حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ خلیفہ مجاز حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مختلف الانواع اٹھارہ خطبات و مواعظ کو جمع کیا گیا ہے۔ ہمارے سامنے خطبات کی تین جلدیں ہیں ہر جلد میں چھ چھ خطبات ہیں۔ جلد اوّل میں درج ذیل چھ خطبات ہیں۔ (۱) ذکر الٰہی (۲) تعلق الٰہی (۳) خشیت الٰہی (۴) خوف الٰہی (۵) کلمہ طیبہ کے تقاضے (۶) التوحید الحقیقی۔ دوسری جلد میں

اکٹھے کیے گئے چھ خطبات یہ ہیں۔ (۱) بیان اخلاص (۲) ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) جمال خلقی کا بیان (۴) فضیلت علم (۵) مقام علم (۶) شیخ کی ضرورت واہمیت۔ تیسری جلد کے چھ خطبات حسبِ ذیل ہیں۔ (۱) التبلیغ الحقیقی (۲) احکام التبلیغ (۳) فضیلتِ جہاد (۴) اسلام اور امن عام (۵) رفع الاشتباہ عن تعلیم النساء (۶) حفظ الخسران لاصل الایقان۔

تمام مواعظ وخطبات کا اندازِ بیان نہایت سادہ بلیغ اور مؤثر ہے۔ جا بجا آیات کریمہ کی تفسیر احادیث وآثار کی تشریح اور اہل اللہ کے واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔ اصلاحِ ظاہر وباطن کے لیے یہ مواعظ نہایت مفید وکار آمد ہیں۔

کتابت وطباعت جدید معیار کے مطابق ہے لیمینیشن جلد ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں اگر اغلاط کی تصیح کا مزید اہتمام کیا جائے تو بہتر ہے، نیز تیسری جلد کے آخری وعظ حفظ الخسران کا یہ نام محلِ نظر ہے اس کی جگہ "حفظ اہل الایقان عن الخسران" صحیح لگتا ہے۔

○

نام کتاب : دل کی دُنیا (اُردو ترجمہ صید الخاطر)

مترجم : حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب

صفحات : ۳۴۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : طیّب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قیمت :

علّامہ ابن جوزیؒ (م ۵۹۷ھ) کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، علّامہ ابن تیمیہؒ کے بقول آپ نے علوم وفنون سے متعلق تقریباً ایک ہزار کتابیں لکھی ہیں جن میں تفسیر وحدیث، تاریخ وتذکرہ سیرت وسوانح تنقید وخلاف وغیرہ ہر موضوع پر سیر حاصل کلام کیا ہے

آپ کی تصانیف میں سے ایک کتاب "صید الخاطر" کے نام سے ملتی ہے، یہ کتاب درحقیقت ایک کشکول ہے جس میں آپ نے اپنے قلبی تأثرات، بے تکلف خیالات، زندگی کے تجربات اور منتشر افکار وحوادث قلم بند کیے ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب "دل کی دُنیا" اسی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے جو مفتی محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث

مدرسہ عربیہ ریاض العلوم جون پور انڈیا نے کیا ہے پہلے یہ کتاب ہندوستان میں مجالس جوزیہ (جلد اوّل) کے نام سے چھپی تھی اسی کتاب کا عکس لے کر پاکستان میں طیّب اکیڈمی ملتان کی طرف سے شائع کیا گیا ہے "صید الخاطر" میں گونوع بہ نوع باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں، لیکن اس میں جا بجا صوفیاء کرام پر تنقید بھی کی گئی ہے، حاشیہ میں مترجم موصوف نے اگرچہ یہ اعتذار پیش کیا ہے کہ ان صوفیا سے مُراد جاہل صوفیا ہیں، لیکن کتاب کا سیاق و سباق اس کی تردید کرتا ہے۔

ہمارے خیال میں "صید الخاطر" سے عوام کو فائدہ کے بجائے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اسلیے ہم عوام کو اس کے مطالعہ کا مشورہ نہیں دے سکتے۔

○

نام کتاب : جادُو کی حقیقت اور اُس کا قرآنی علاج

تصنیف : حضرت مولانا محمّد طاہرؒ

صفحات : ۳۶۸

سائز : ۳۶×۲۳/۱۶

ناشر : انجمن خدام الاسلام ۲۸۵ جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

قیمت : ۱۵۰/-

آج سے تقریباً پینسٹھ برس پہلے کی بات ہے کہ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پڑپوتے اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمّد طیّب صاحبؒ کے حقیقی بھائی حضرت مولانا قاری محمّد طاہر صاحبؒ نے "مُعَوَّذَتَینْ" یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی تفسیر و تشریح سے متعلّق ایک ضخیم کتاب "التعوذ فی الاسلام" کے نام سے لکھی تھی جس میں آپ نے مسائلِ علمِ کلام و تصوف، ابحاثِ فقہ و حدیث اور دیگر حقائق و معارف کو اپنے شستہ و شائستہ انداز سے بیان کیا تھا۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا تھا کہ "سحر" یعنی جادُو کی حقیقت کیا ہے۔ شیطان انسان پر کس کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور کتاب و سُنّت میں جادُو اور شیطان کے اثرات سے حفاظت کی کیا صُورت بتلائی گئی ہے۔

اسی کتاب کو مولانا جمیل الرحمٰن اختر صاحب نے جدید معیار کتابت و طباعت کے ساتھ اس کے

نئے نام "جادو کی حقیقت اور اس کا قرآنی علاج" ــ سے شائع فرمایا ہے کتاب اپنے موضوع پر بہت عمدہ اور مفید ہے۔ تاہم اس کے آخر میں "ضمیمہ ثانیہ مُعَوذتَین کے جزو قرآن ہونے کی بحث" یہ زائد از ضرورت ہے اس بحث سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ یا تو اِسے شائع ہی نہ کیا جائے، یا پھر نیچے حاشیہ دے کر اس کی وضاحت کی جائے، اگر مؤلف ممدوح کے سامنے حضراتِ محدثین کے وہ اقوال ہوتے جن میں اِن حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف منسوب معوذتین کے جزو قرآن ہونے کے انکار کے بارے میں آنے والی روایات کی جانچ پرکھ کی ہے اور بتلایا ہے کہ یہ روایات موضوع و من گھڑت ہیں ــ تو ہمیں یقین ہے کہ مؤلف ممدوح ضرور اُن کو درج فرما کر بحث کو ختم کر دیتے۔

دوسرے کتاب کے آخر میں درج دعواتِ استعاذہ کے اعراب کی بھی تصیح کروائی جائے تاکہ انھیں زبانی یاد کرنے والے صحیح طور پر یاد کر سکیں۔

چونکہ اس دَور میں جادُو ٹونہ کی بڑی کثرت ہے اس لیے اس کتاب کا مطالعہ اور اس میں دی گئی دُعاؤں کا پڑھنا نہایت ہی مفید رہے گا۔

○

انتقالِ پُر ملال

جامعہ کے شعبہ تجوید کے مدرس جناب قاری ادریس صاحب کے پھوپھی زاد بھائی مولانا قاری نور صاحب رائے ونڈ والے ۱۶ مارچ کو اچانک وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون مرحوم بہت نیک انسان تھے پسماندگان میں بیوہ اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما کر ان کی کفالت فرمائے۔ آمین

اخبار الجامعہ

محمد عابد، متعلم جامعہ مدنیہ

○ ۴؍مارچ ۱۹۹۹ء ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز جمعرات بعد نماز عصر شاعرِ ختمِ نبوّت جناب سیّد امین گیلانی شاہ صاحب مدظلہم تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

○ ۱۵؍ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز جمعرات حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ خوشاب تشریف لے گئے اور مختلف شہروں کا دَورہ کرتے ہوئے ۲۰ ذی قعدہ کو واپس تشریف لے آئے۔

○ ۱۷؍ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز ہفتہ جامعہ کی مجلسِ شوریٰ کے رکن جناب حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب نوراللہ مرقدہٗ مختصر دَورہ پر کراچی سے تشریف لائے، اسی روز حضرت نائب مہتمم صاحب کے ساتھ جامعہ کی تعمیرات دیکھیں اور اس پر خوشی و مسرّت کا اظہار فرمایا۔ دوپہر کا کھانا حضرت نائب مہتمم صاحب کے ساتھ کھایا۔ اگلے روز شام کو مجلسِ ذکر اور درسِ حدیث میں شرکت فرمائی اور اختتامی دُعا کرائی۔ بعدازاں حاضرین سے مصافحہ فرمایا اور ملاقات کی اس موقع پر جناب حاجی مبین احمد صاحب ممبر مجلس شوریٰ جامعہ مدنیہ اپنی علالت کے باوجود حضرت قاری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا کھانا بھی حضرت قاری صاحب کے ہی ساتھ جامعہ میں تناول فرمایا اور کافی دیر نشست رہی؛ ۱۹ ذی قعدہ کو حضرت قاری صاحب حضرت نائب مہتمم صاحب کی معیت میں رائیونڈ روڈ پر واقع جامعہ مدنیہ کی شاخ کا دَورہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں کی تعمیرات دیکھیں اور روزافزوں ترقی کی دُعاؤں کے ساتھ ساتھ خوشی و مسرّت کا اظہار بھی فرمایا ۲۰؍ذی قعدہ کی رات آپ واپس کراچی تشریف لے گئے۔

○ ۲۵؍ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز اتوار حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہم حج کی سعادت کیلئے تشریف لے گئے۔

○ ۲۹؍ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز جمعرات مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی مدظلہم تشریف لائے آپ نے ایک دن جامعہ میں قیام فرمایا اور اگلے روز واپس تشریف لے گئے۔

○ ۲؍ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بروز اتوار جامعہ کی مسجد میں ایک اصلاحی تقریب منعقد ہوئی، تقریب کا آغاز حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعدازاں حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب مدظلہم مہتمم جامعہ نے طلبہ سے خطاب فرمایا۔

شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

جامعہ مدنیہ کے سالانہ امتحان کی مفصّل رپورٹ

نام طالب علم	ولدیت	درجہ	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	فیصد	کوائف
محمد عارف	افتخار احمد	دورۂ حدیث شریف	۴۰۰	۳۱۵	۷۹	ممتاز
محمد عمران	مولانا مفتی قاری عبدالرشید	موقوف علیہ	″	۳۴۵	۸۶	″
عبدالواحد	محمد صالحین	″	۵۰۰	۴۰۰	۸۰	″
محمد عارف	منظور احمد	″	″	۳۸۵	۷۷	″
محمد عابد	نور احمد		″	۳۶۰	۷۲	″
عبدالستار	محمد اسماعیل	سادسہ	۶۰۰	۵۳۸	۹۰	″
محمد اعظم طارق	محمد اسلم صادق	″	″	۵۰۶	۸۴٫۳	″
لطیف الرحمٰن	خادم محمد	″	″	۴۶۰	۷۷	″
محمد قمر عاصم	محمد یعقوب	خامسہ	۵۰۰	۳۴۵	۶۹	جید جدًا
عبداللہ	مولانا مفتی عبدالواحد	رابعہ	۴۰۰	۳۵۸	۸۹٫۵	ممتاز
محمد حارث	محمد اسلم	″	″	۳۱۳	۸۳	″
یاسر علی خان	شہباز علی خان	ثالثہ	۶۰۰	۵۳۰	۸۸٫۳	″
محمد فیضان	محمد ارشد	″	″	۵۲۹	۸۸٫۱	″
ذوالقرنین	محمد عمران	″	″	۵۰۵	۸۴٫۱	″
عبدالخالق	محمد ظریف	ثانیہ	″	۴۷۸	۸۰	″
محمد یامین	عبدالحمید	″	″	۴۷۳	۷۹	″
راؤ تمکین اللہ	راؤ صفی اللہ خان	″	″	۴۶۶	۷۸	″
عبدالباسط	مولوی عبدالواسع	″	″	۴۴۵	۷۴٫۱	″
صلاح الدین	نصیر احمد نعیم	نہم (ب)	۸۰۰	۷۴۱	۹۳	″
حبیب الرحمٰن	محمد ولی	″	″	۷۳۱	۹۱٫۱	″

نام طالب علم	ولدیت	درجہ	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	فیصد	کوائف
محمد حبیب	محمد صادق	نہم (ب)	۸۰۰	۷۱۳	۸۹،۱	ممتاز
محمد انیب	محمد صابر	متوسط	۶۰۰	۴۸۱	۸۰،۱	〃
محمد عاطف	محمد ابراہیم	〃	〃	۴۴۵	۹۱	〃
عابد سلطان	سلطان احمد	〃	〃	۵۰۰	۸۳،۳	〃
محمد علی	روزی خان	〃	〃	۴۳۹	۷۳،۱	〃
محمد ریاض احمد	محمد نواز	تجوید سالِ اوّل	۳۰۰	۳۰۰	۱۰۰	〃
عبد الحنان	خان محمد	〃	〃	〃	〃	〃
محمد اظہر نذیر	محمد نذیر	〃	〃	〃	〃	〃
محمد ریاض	مالو خان	〃	〃	〃	〃	〃
محمد رمضان	غلام رسول	〃	〃	〃	〃	〃
غلام فرید	غلام صدیق	تجوید سال دوم	۴۰۰	۴۰۰	〃	〃
محمد ذوالفقار	محمد وکیل	〃	〃	〃	〃	〃
انوار الحق	غلام غوث	〃	〃	〃	〃	〃
محمد ایّوب	محمد عثمان	〃	〃	〃	〃	〃
محمد عثمان	محمد صادق	〃	〃	〃	〃	〃
فیاض احمد	غلام فرید	قراءات سبعہ متواترہ	۳۰۰	۳۰۰	〃	〃
اشتیاق احمد	محمد رمضان	〃	〃	۲۸۰	۹۳،۳	〃
گلزار احمد	اللہ وسایا	〃	〃	〃	〃	〃
عزیز الرحمٰن	سراج محمد	〃	〃	۲۷۰	۹۰	〃
عثمان محمود	محمود احمد	قراءات ثلٰثہ	〃	۳۰۰	۱۰۰	〃
محمد اسلم	محمد یار	〃	〃	〃	۲۹۱	۹۷

کل شرکاء: ۱۹۴، ممتاز: ۹۹، جید جدًا: ۲۸، جید: ۳۹، مقبول: ۲۴، راسب: ۴

✲

نتیجہ شرکاءِ وفاق

نام طالب علم	ولدیت	درجہ	کل نمبر	حاصل کردہ نمبر	فیصد	کوائف
محمد عارف	افتخار احمد	دورۂ حدیث شریف	۶۰۰	۳۴۴	۵۷٫۳	جید
محمد یُوسف	محمد بشیر	″	″	۳۱۵	۵۲٫۵	″
عبدالستّار نفیسی	محمد اسماعیل	العالیہ	″	۴۳۶	۷۳	جید جدًا
محمد اعظم	محمد اسلم	″	″	۴۱۷	۷۰	″
لطیف الرحمٰن	خادم محمد	″	″	۳۷۸	۶۳	″
تاج محمد	خان محمد	ثانویہ خاصہ	″	۳۲۸	۵۵	جید
محمد عثمان ضمیر	ضمیر احمد	″	″	۳۰۳	۵۰٫۵	″
محمد یامین	عبدالحمید	ثانویہ عامہ	″	۵۴۳	۹۰٫۵	ممتاز
عبدالخالق	محمد ظریف	″	″	۴۹۰	۸۲	″
محمد یاسین	عبدالحمید	″	″	۴۲۰	۷۰	جید جدًا
محمد انیب	صابر حسین	متوسطہ	۷۰۰	۵۰۸	۷۲٫۵	″
محمد اویس	محمد ادریس	″	″	۴۷۹	۶۸٫۴	″
محمد علی	محمد سعید	″	″	۴۴۳	۶۳٫۲	″

کل شرکاء: ۴۳، ممتاز: ۲، جید جدًا: ۱۷، جید: ۱۴، مقبول: ۷، راسب: ۳

اعلان

جو حضرات رسالہ کے سات خریدار بنائیں گے اُن کو ایک سال کے لیے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ (ادارہ)